بسم اللہ الرحمن الرحیم

واقعۂ حَرّہ

تاریخ اسلام میں کربلا کے المناک حادثے کے بعد، دلخراش واقعہ

تحقیق: محمد علی چنارانی ۔تالیف وتجزیہ: احمد ترابی

مترجم: سید مجاہد حسین عالی نقوی

تصحیح: ڈاکٹر حیدر رضا ضابط

چنارانی ، محمد علی، ۱۳۳۸۔
[واقعہ حرہ: رخداد اسفبار در تاریخ اسلام پس از حادثۂ عظیم کربلا. اردو]
واقعہ حرہ: تاریخ اسلام میں کربلا کے المناک حادثہ کے بعد، دلخراش واقعہ تحقیق محمد علی چنارانی۔
تالیف وتجزیہ احمد ترابی؛ مترجم سید مجاہد حسین عالی نقوی؛ تصحیح داکتر حیدر رضا ضابط۔
مشہد: بنیاد پژوہشھای اسلامی، ۱۳۹۳۔ ص ۱۴۵
ISBN; 978-964-971-831-6
فیپا
۱. واقعہ حرہ، ۶۳ق ۲. مدینہ (عربستان سعودی) ۔ تاریخ ۔ ۶۳ق ۔ جنبش ھای استقلال طلب.
الف نقوی، سید مجاہد حسین، مترجم ۔ ب بنیاد پژوہشھای اسلامی . ج . عنوان۔
۱۳۹۳ و ۲۰۴۶ و ۹ ج/ ۵/ DS۳۸ ۹۳۵/۰۲ کتابخانہ ملی جمھوری اسلامی ایران ۳۶۰۵۲۵۹

واقعہ حرہ

تاریخ اسلام میں کربلا کے المناک حادثہ کے بعد دلخراش واقعہ

تحقیق: محمد علی چنارانی تالیف وتجزیہ: احمد ترابی

مترجم: سید مجاہد حسین عالی نقوی

طبع اول: ۲۰۱۴م/۱۳۹۳ش ۔ تعداد ۱۰۰۰/ قیمت ۵۴۰۰۰ ریال
طباعت وجلد سازی: مؤسسہ چاپ وانتشارات آستان قدس رضوی

info @ islamic-rf.ir www.islamic-rf.ir

حق چھاپ محفوظ ہے

فہرست

پیش لفظ	۷
اس تحقیقات کے نتائج	۱۱
واقعۂ حرّہ	۱۷
حادثۂ بزرگ	۱۹
مردم مدینہ کے قیام کے اسباب	۲۳
احساس وحمیت دینی	۲۴
واقعہ کربلا اور شہادت حسین بن علی علیہ السلام	۳۱
اہل بیتؑ کی جانب سے واقعہ کربلا کی تشریح	۳۵
ناقص کارکردگی اور سیاسی فاش غلطیاں	۴۰
اہل مدینہ بمقابل حکومت یزید	۴۵
اہل مدینہ کے خلاف یزید کا ردعمل	۴۹
یزید کا خط مدینہ والوں کے لئے	۵۰

لشکر شام کی عزیمتِ مدینہ ۵۳
سردار لشکر کے نام یزید کا حکم نامہ ۵۷
لشکر شام کا راستہ ۵۹
لشکر شام کا مدینہ کے نزدیک پڑاؤ ۶۵
عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ لشکر مدینہ کا سردار ۶۷
لشکر شام کا اہل مدینہ پر حملہ ۷۳
پہلے مراحل میں شامیوں کی شکست ۷۵
مدینہ میں داخلے کے لئے مروان کی چال ۷۹
مدینہ کی فوج کی لشکر شام کے مقابل پسپائی ۸۳
اہل مدینہ کی تحریک اور امام سجاد علیہ السلام کا موقف ۹۳
امام سجاد علیہ السلام کا کردار تاریخی نقطہ نظر سے ۹۴
کردار امام سجاد علیہ السلام پر اعتقادی نظر ۱۰۰
قیام مدینہ صحیح یا غلط ۱۰۱
قیام مدینہ کی شرعی حیثیت کا تعین ۱۰۳
قیام مدینہ میں قبائل کی شرکت ۱۰۹
تختہ دار پر لٹکائے جانے والے ۱۱۱

غیر جانب دار	۱۱۳
عبداللہ بن عباس	۱۱۷
جابر بن عبداللہ انصاری	۱۱۹
محمد بن حنفیہ	۱۲۱
واقعہ حرہ کے نتائج	۱۲۳
مردم مدینہ سے یزید کی بیعت لینا	۱۲۳
مسلم بن عقبہ کی یزید کو رپورٹ	۱۲۷
لشکر شام، مکہ کی جانب	۱۳۰
شہر مکہ المکرّمہ پر لشکر شام کی یلغار	۱۳۳
مرگ یزید بن معاویہ	۱۳۳
منابع	۱۳۵

پیش لفظ

تاریخ ایسا آئینہ ہے، جو برسوں پہلے کے واقعات وحالات سے، بہت بعد میں آنے والی نسلوں کو، جو اس بارے تجسّس رکھتے ہوں یا تاریخ سے اُنس رکھنے والے ہوں، اُنکے سامنے آشکار کرتی ہے: تاکہ جو واقعات اور شخصیات برسوں کی دھول پڑنے سے دھندلا چکے ہیں یا فراموشی کے سپرد کئے جا چکے ہیں اُن کو اجاگر کر سکے۔

تاکہ روشن اور باکردار زندگی کے حامل افراد کی خوبیاں اپنائی جائیں اور ظالم و بدکردار شخصیات سے بیزار ہوتے ہوئے فاصلہ رکھا جائے البتہ یہ بات پیش نظر رہے کہ آئینہ تاریخ، اس قدر شفاف اور نشاط انگیز نہیں ہے۔

طلوع آفتاب اور تاروں کی جگمگاہٹ کا حسین منظر ابھی افق ذہن پر پوری طرح نقش بھی نہیں ہوتا کہ تاریکی اور خوف کے سایے منڈلانے لگتے ہیں، تاریخ کے بھیانک واقعات فکر انسانی کو بُری طرح جکڑ لیتے ہیں۔

کیا یہ تاریخ نگاروں کا قصور ہے کہ سب سے زیادہ، جنگوں، غم وحزن، قتل و غارت، چیخ وپکار اور پابہ زنجیر انسانوں کو دیکھا ہے اور اپنی آنکھوں کو خوشیوں اور طرب انگیز مناظر دیکھنے کے لئے بند کر رکھا ہے۔

یا یہ کہ تاریخ نگار بھی آرزو رکھتے تھے کہ نمودونما کے ثبوت، مسرتوں کا مشاہدہ اور مہربان لوگوں کی تصویر کشی اور آرام بخش واقعات بیان ہوں مگر یہ لحظاتِ مسرت، جنگ وجدال اور ظلم وجبر کے ہجوم میں کمیاب ہیں۔

جو بھی صورت رہی ہو، ہم تاریخ کے صفحات ٹٹول رہے ہیں۔ مگر افسوسناک امر یہ ہے کہ تلخیاں کافی ہیں، ان پر غم واندوہ نے ڈیرہ ڈال لیا ہے۔

واقعہ حرّہ کو حق یہ ہے کہ ''المناک حرہ'' نام دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے محض ۶۴ سال بعد، اس شہر میں وقوع ہُوا کہ جس کو مدینۃ النبی کا نام دیا گیا تھا، یہاں کے لوگ ان مردوں اور خواتین کی نسل میں سے تھے جنہوں نے پہلی بار مودّت ورحمت اور نیکی ودیانت کو سرزمین عرب پر فروغ دیا اور اپنے (اہل مدینہ) ایثار وفداکاری سے، زمانہ جاہلیت کی رسموں، قتل وغارت وتجاوز کو درمیان سے ختم کیا اور دانش وبینش وکرامت کی تہذیب کو عام کیا۔

مگر کم زمانہ گذرا تھا کہ ایسے حالات دگرگوں ہوئے اُمت اسلامی کے لئے کہ شرک کے سرخیل کارواں اور پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومسلمانوں کے بد

ترین مخالف اور دشمن بنی امیہ نے خلافت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مسلمانوں کی جان و مال اور آبرو پر مسلط ہو گئے!

کل کے مشرک اور باغی، آج فتح یاب مسلمان بن کر، منبر رسولؐ پر اچھل کود کرتے ہوئے، اہل ایمان کے حکمران کہلانے لگے!

فتح مکہ کے موقع پر آزاد ہونے والے، لطف و رأفت نبویؐ کے سبب، مصمّم بن گئے اور اُن کی اُمت کو غلام بنانے کے لئے آمادہ ہو گئے!

نوبت یہاں تک آ گئی کہ، واقعہ دلخراش حرّہ کے بعد، اُن کو جو اُولادِ مہاجر و انصار میں سے جو زندہ رہے گئے تھے، اُن پر لازمی تھا کہ لشکر شام کے سردار کے سامنے اقرار کریں کہ ہم یزید کے بندے اور غلام ہیں اور وہ ہمارے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے!

اس تحقیقات کے نتائج

اس تحقیقی مقالے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ مِدینہ کے باسیوں کے قیام کو، ایک اہم دینی واجتماعی قیام کا نام دیں اوراسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ دینی ،انسانی و اصلاحی جذبہ کا انکار کر دیں۔لیکن یہ ضرور کہہ سکتے ہیں اورانصاف کا تقاضا بھی ہے کہ خلافت اسلامی جسے بنی امیہ نے اسلامی اورانسانی اصولوں کے برخلاف شخصی استبدادی حکومت میں تبدیل کر دیا تھا ۔جس کا نقطہ عروج یزید کی مسند خلافت پر نامزدگی تھی جوصریحاً اسلامی اصول سے انحراف تھا۔

کسی بھی حکومت کا طرز حکمرانی،اس کے اہداف و پالیسی جواس کے عمل سے ظاہر ہو جاتا ہے، جو یاتو اسے جواز حکومت فراہم کرتے ہیں یا پھراس کے اقتدار پر خط تنسیخ پھیر دیتے ہیں۔

''سانحہ حرہ'' کربلا کے المناک واقعہ کے بعد جس میں فرزندان رسول اللہؐ کی شہادت لشکر یزید کے ہاتھوں ہوئی ، دوسرا دلخراش واقعہ تھا جواموی حاکم کی کج فہمی،کم عقلی اورستم شعاری کا منہ بولتا ثبوت ہے اور یہ دلیل ہے کہ اگر اقتدار

اسلامی اورانسانی اصولوں اور قانون سے منحرف ہوجائے تو امت اور دین کے لئے کتنا زیان بار ہوسکتا ہے!

آئندہ کے صفحات پر ہماری کوشش وتلاش ہے کہ ''واقعہ حرہ'' سے متعلق جو کچھ منابع تاریخی میں ثبت ہوا اُسے پیش کردیں اور موقع ومحل کی مناسبت سے تنقید و تجزیہ بھی کردیا جائے۔

بہت سے تاریخی حقائق جو بوجوہ متن کتاب میں شامل نہ کئے جاسکے قاری کے مطالعہ کے لئے ان کی جانب اشارہ کرنا اِس جگہ پر مفید ہوگا، جو عبارت ہیں:

الف: واقعہ کربلا کا ۶۱ ہجری میں وقوع پذیر ہونا اور اس کے اعتقادی، اجتماعی اور سیاسی ہمہ گیر اثرات کا مطالعہ، یہی ایک واقعہ بنی امیہ اور خاص طور سے یزید کی بربریت، بہمیت اور جبر واستبداد ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ اسی کے ساتھ اس زمانے کے لوگ کس حد تک بے حس ہوچکے تھے یا ظالموں کا آلہ کار بنے ہوئے تھے یہ بھی واضح اور عیاں ہے۔

لیکن واقعہ حرہ جو کربلا کے المناک اور عظیم سانحہ کے دو یا تین سال بعد رونما ہوا اُس نے اموی حکمرانوں کی شقاوت اور وحشیانہ طرز حکومت کو مزید بے نقاب کر دیا۔ یہ واقعہ حادثاتی یا اتفاقی طور پر رونما نہیں ہوا بلکہ جیسے کربلا کا واقعہ جو بنی امیہ کا دیرینہ کینہ اور اہل بیت علیہم السلام سے دشمنی کا نتیجہ تھا اور امام حسین علیہ السلام

نے بنی امیہ حکومت کے مجاز ہونے پر مہر تصدیق ثبت کرنے سے مردانہ وار صریح انکار کر دیا اور اپنی آزادیٔ فکر اور غیرتِ دینی کا مظاہرہ کیا جو آپؑ اور آپؑ کے ناصروں کی شہادت کا باعث بنا۔ یزیدی ٹولہ تو بہانے کی تلاش میں تھا، اُس نے اس بنا پر امام حسینؑ علیہ السلام اور آپؑ کے احباب واقرباء کو تہہ تیغ کر دیا!

واقعہ حرہ نے اموی باغیانہ انداز، دین دشمنی، انسان دوستی کے خلاف ان کے طرز حکومت پر آخری مہر ثبت کر دی۔

ب: مدینہ کے لوگوں کا یزید کے خلاف کھڑے ہو جانا اور مختلف شخصیتوں کا مارا جانا، تختہ دار پر لٹکایا جانا، مدینہ سے بھاگ جانا یا ناگزیر حالات کی پر ذلت اورا حقارت کا لباس پہن کر یزید کی بیعت کرنا اور خود کو اُس کی غلامی میں دینا۔

ماضی قریب میں جب اسلامی سیاسی نظام میں، نصب خلافت کے معاملہ پر انحراف ہوا تو وہ نقطہ آغاز تھا. اس وقت کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ مسئلہ کی گہرائی میں جا کر غور و فکر کرتے اور صورت حال کو اسی وقت قابو میں کر لیتے۔ جب پورا نظام داؤ پر لگ چکا تو آنکھ کھلی مگر اب مسلمانوں کی مہار اُن کے ہاتھوں میں تھی جو ہمیشہ اس دین کے خلاف صف آرا رہے تھے اور جنہوں نے اسکو مٹانے کے لئے اپنی طاقت و قوت صرف کی تھی اب وہ تخت خلافت پر قابض ہو چکے تھے اور ختم الرسُل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی تعلیمات کو پس پشت ڈال چکے تھے۔

ایسی حدیثیں جعل کردی گئیں کہ مسلمانوں کا خون حلال قرار دیا جائے اور قتل و غارت کے ذریعے اپنے اقتدار کو مستحکم کیا جائے۔

سب سے زیادہ تعجب خیز صحابہ کی اولاد میں سے ایسے افراد کا کردار ہے جیسے عبداللہ بن عمر، حضرت علی امیر المومنین علیہ السلام کی بیعت میں لیت ولال سے کام لیا اور کہتا رہا سب سے آخر میں بیعت کروں گا...

مگر یزید کی بیعت کی خاطر لوگوں مائل کیا اور اس کی مخالفت (۱) سے پرہیز کرنے کا درس دیا، حیرت اس پر ہے کہ اپنے مقصد میں، بیعت یزید کے حصول کے لئے ایک حدیث کا سہارا لیا:

''و من مات و ليس فی عنقه بيعه مات ميتة الجاهلية'' (۲)

یعنی جو بھی بغیر بیعت (یزید) مر جائے، وہ جاہلیت کی موت مرا ہے۔

اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز اور عبرت آموز امر یہ ہے کہ خلیفہ برحق حضرت علی علیہ السلام کی بیعت نہ کرنے یا کر کے منحرف ہونے والوں نے حجاج بن یوسف جیسے ظالم وسفاک درندے کی بیعت میں عجلت سے کام لیتے ہوئے اسکے قدموں میں جا گرے۔

ج: واقعہ کربلا سے لیکر مدینہ کے مقدس شہر میں قتل وغارت کے بارے میں

۱۔شرح نہج البلاغہ ۱۱/۴

۲۔سیر اعلام النبلاء ۳۲۵/۳

جس قدر غور وفکر کیا جائے، اتنا ہی ، افسوس ناک حادثات کا المناک اور شرمناک ہونا ظاہر ہوتا ہے مگر درد دل میں اس وقت مزید اضافہ ہو جاتا ہے جب ان اعمال پر دین ومذہب کی چھاپ لگا دی جاتی ہے(۱)

بالکل سامنے کی بات ہے یزیدی فوج کے سردار اپنے سپاہیوں کو ''یا خیل اللہ'' کا نعرہ لگا کر جنگ کے لئے اکساتے تھے۔اسی طرح واقعہ حرہ میں شامی فوج کا کمانڈر مسلم بن عقبہ یہ تمنا کرتا ہوا نظر آتا ہے کہ مرنے سے پہلے مدینہ کی مہم کو کامیابی سے سر کر لے تا کہ کل جب خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو تو یہ کارنامہ اسکے اجر وثواب میں اضافہ کا باعث بنے۔

اس میں شک نہیں کہ ان نعروں اور اس سیاست کے پیچھے شیطانی فکر کام کر رہی ہوتی ہے تا کہ سادہ لوح افراد کی جہالت اور کج فہمی سے ناجائز فائدہ اُٹھایا جائے۔

ایسی صورت حال میں علماء اور دین شناس صاحبان کی ذمہ داری ہے کہ عوام میں دین کی آگاہی اور بیداری کے لئے اپنا فریضہ انجام دیں اور عوام کو دھوکہ باز مطلب پرست، مفاد پرست مکروہ لیڈروں کے چنگل میں پھنسنے سے محفوظ رکھیں نکات سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ علماء و پاسدارِ عقیدتی و دینی حدود

۱۔الارشاد ۲۳۰/

ہمیشہ بیدار رہیں ،ان سے جو سوءاستفادہ اور بدفہمی کو اپنے اغراض پسندی میں پھیلانے والے ہیں یا سُست اندیشمند ہوں اور روح انسانی اور اساس دین کو ایسے دکھائیں کہ کوئی بھی کوشش جو انسان بیداری کی طاقت رکھے،کو اپنے چہرے مکروہ و جاہلانہ کو، پردہ شعار و نتائج ظاہری دینی میں پنہان کریں! ہم تاریخ کے اس حصّے کو اسی لئے پیش کرر رہے ہیں تاکہ اموی طرز حکومت اور ان کی خود پرستانہ چالبازی کی سیاست سے اور ان کی وجہ سے مرتب ہونے والے نتائج کو پیش کر دیں اور تاریخ کا یہ المناک گوشہ دیکھ کر ،سطح ذہن پر حق و باطل کے درمیان فرق واضح ہو جائے اور صحیح راہ عمل اختیار کرنے میں مدومعاون ثابت ہو۔

احمد ترابی

واقعہ حَرَّہ

واقعہ حرہ کے حالات وواقعات بہت سنگین اور تلخ ہیں۔ یہ دلخراش حادثہ ۶۳ ہجری میں، یزید بن معاویہ کے دورِ حکومت میں، مدینہ کے بسنے والوں پر یزیدی فوج کے ہاتھوں وقوع پذیر ہُوا۔

حَرَّہ لغت عرب میں اُس سرزمین کو کہتے ہیں جو سنگلاخ (۱) اور ناہموار ہو. سیاہ پہاڑی سلسلہ اور اس سے عبور کرنا بہت دُشوار ہو۔

واقعہ حرہ، اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ لشکرِ شام ، مدینہ میں مشرقی سمت یعنی سنگلاخ سرزمین سے اس شہر میں داخل ہُوا تھا (۲)

تاریخی منابع میں اس واقعہ کو اِس عنوان ”واقعہ حرہ واقم“ سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اطراف مدینہ کی سرزمین سنگلاخی ہے جس کا سلسلہ دُور دُور تک مختلف سمتوں میں پھیلا ہوا ہے، اُن میں صرف مدینہ کے شرقی حصّے

۱۔ لسان العرب؛ تاج العروس، مراصد الاطلاع؛ ”مادہ حرر“

۲۔ عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲۳۸/۱؛ المعارف ابن قتیبہ ۲۴۰؛ النھایۃ ابن اثیر ۳۶۵/۱؛ جامع الاصول ۴۸۰/۱۰

ہے(۱)

مورّخین ,,حرہ واقم,, سے مسجد النبی تک کا فاصلہ ایک میل بتاتے ہیں(۲)

۱۔وفاءالوفاء ۱/۱۲۴؛ وفیات الاعیان ۶/۲۷۶

۲۔زمین شناسوں کے نزدیک ایک میل/۱۵۰۰ میٹر کے برابر ہے۔ اور محدثین کے نزدیک/۲۰۰۰ میٹر کے برابر ہے،مصباح المنیر ۲/۲۹۰

حادثۂ بزرگ

واقعہ حرہ کو تاریخ کے عظیم المناک واقعات میں سے سمجھنا چاہیے۔ اور یہ بنی اُمیہ کے منحوس دور اقتدار کے بدترین حوادث میں شمار ہوتا ہے ۔ اس میں بہت دردناک اور صبر آزما حادثات رونما ہوئے مگر بعض مورخین نے اصل واقعہ بیان کرنے کی بجائے جزئیات کی جانب اشارہ کیا ہے تا کہ بنی امیہ کے سیاہ کارناموں پر کسی حد تک پردہ ڈال دیا جائے کیونکہ اس پورے حادثہ میں ایسے انسانیت سوز اور غیر اخلاقی مجرمانہ افعال انجام دیئے گئے کہ ہر غیر جانب دار اور حقیقت پسند شخص ان پر رنجیدہ ہو جاتا ہے حتی بعض متعصب تاریخ نویس بھی چند مقامات پر مجبور ہو گئے کہ کسی حد تک اصلیت کو ظاہر کر دیں۔

ابن مسکویہ اس بارے میں تحریر کرتا ہے:

"فکانت وقعة الحرة من اعظم الوقائع و أشدّها"

واقعہ حرہ بزرگ اور سخت ترین واقعات میں سے ہے(۱)

۱۔ تجارب الامم ۷۹/۲

ایک اور مورّخ لکھتا ہے:

''واقعہ حرہ کے اثرات عالم اسلام پر'' ہولناک مرتب ہوئے، گویا بنی امیہ نے پختہ ارادہ کر رکھا تھا کہ اپنے دَین کو، دِین کی نسبت ادا کریں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر اُن کے ساتھ محبت و مہربانی کا سلوک کیا۔

مگر بنی امیہ نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس حسن سلوک کا بدلہ یوں ادا کیا کہ مدینہ کے بہترین جوانوں اور اہل مدینہ کو تہہ تیغ کیا! (۱)

بنی امیہ کی حکومت کے دوران رونما ہونے والے بدترین واقعات میں سے ایک واقعہ حَرّہ ہے، بالخصوص جب معاویہ بن ابی سفیان کے مسلط کردہ شہزادے کو حکومت ملی تھی!

روایت کے مطابق پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حکومت سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے، اس کو نابالغوں کی حکومت سے تعبیر کیا تھا۔

"اللهم لا تدركنى سنة ستين و لا امرة الصبيان" (۲)

یااللہ! ایسا کر کہ میں ٦٠ ہجری میں نابالغوں کی حکمرانی کا شاہد نہ بنوں۔ یہی وہ سال ہے کہ خلافت کو باقائدہ واضح انداز میں موروثی اور شاہنشاہی حکومت میں

۱۔ حیاۃ الامام موسی بن جعفر ۱/۲۹۱ بہ نقل از مختصر تاریخ العرب ۷۵/

۲۔ وفاء الوفاء ۱/۱۲۴۔

تبدیل کر دیا گیا۔ اور یزید بن معاویہ جو ہوس باز اور اوباش جوان تھا، اپنے باپ کی تدبیر کی بنا پر مسند فرمانروائی پر زبردستی مسلط کیا گیا اور اُس نے اپنی حکومت کے چار سال یعنی ۶۰ سے ۶۴ ہجری قمری تک بہت سی دل لرزا دینے والے جرائم کا ارتکاب کیا جن میں المناک ترین و شرمناک ترین'' واقعہ طف '' شہادت حسین بن علی علیہ السلام، پھر واقعہ حرہ اور اُسکے بعد مکہ پر چڑھائی اور ہتک حرمت خانہ خدا تھی ۔ یزید نے ۶۱ ہجری محرم میں خاندانِ پیامبر اکرمؐ کو سرزمین کربلا پر ظالمانہ اور بے رحمانہ اذیتوں سے قتل کیا پھر خاندانِ رسالت علیہم السلام کو اسیر بنایا۔

ماہ ذی الحجّہ ۶۳ ہجری (۲۶، اکتوبر ۶۸۳ میلادی) سپاہ شام کی یلغار، مدینہ پر کی، یہ دوسرا دلخراش واقعہ تھا جو اس جابر حکمران کے دور میں ہوا !

''افسوس یہ المناک واقعات ماہ حرام میں کیئے گئے''

مردم مدینہ کے قیام کے اسباب

۶۳ ہجری میں اہل مدینہ نے ،سلطنت یزید واموی تسلط کے خلاف قیام کیا، لوگ حکومت کے پروگراموں اور سیاست کے خلاف تھے۔

تاریخی اسناد ومدارک سے ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ یہ کسی خاص گروہ یا قبیلے سے متعلق ہو بلکہ ہر طبقہ اور خیال کے افراد اس احتجاج میں شریک تھے با الفاظ دیگر اہل مدینہ اس پورے فاسد نظام کے خلاف متحد ہو کر مقابل آ کھڑے ہوئے اور مقامی حکومتی عملے کو ناکارہ بنا دیا۔

پس یہ بات اظہر من الشمّس ہے کہ عوامی جذبات واحساسات تھے جو اموی زور و جبر کی حکمرانی کے خلاف ردعمل ظاہر کر رہے تھے ۔ انھوں نے متحدہ طور پر اپنے سرداروں کا انتخاب کیا ۔ انصار نے عبداللہ بن حنظلہ کو(۱) اور گروہ قریش نے عبداللہ بن مطیع (۲) کو مقابلے کیلئے منتخب کیا(۳)

۱۔تاریخ یعقوبی۲/۲۵۱؛ مروج الذہب۳/۶۹؛ کاملابن اثیر۴/۱۱۵؛ تاریخ ابن خلدون۲/۳۷.

۲۔طبقات الکبری۵/۱۰۶؛اسد الغابہ۳/۲۶۲.

۳۔تاریخ طبری۴/۳۶۸؛ کامل ابن اثیر۴/۱۱۵

لہذا یہ بات مبنی برحق ہے کہ حسینی تحریک جو ایک مقصد وہدف کے لئے مقصود تھی اس کے تمام مراحل کا محور ومرکز امام حسین بن علی علیہ السلام کی ذات تھی۔

جنہوں نے کامیابی اس دن حاصل کی جسے روز عاشورا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اسی طرح ''واقعہ حرہ'' کا پس منظر ہے جس میں اہل مدینہ نے دینی وسیاسی اور سماجی محرکات کی بنا پر چلایا، البتہ ان کا کوئی ایسا رہبر نہ تھا جو سب کو اکٹھا کر کے ایک ہدف کے لئے یکجا کر دیتا اور یزیدی ایوان میں دراڑیں پڑ جاتیں اور مدینہ میں مختلف گروہوں کو ہمسو ہو کر ایک نتیجہ پر پہنچائیں اور ان کی قوت وتوان سے ، یزید اور اس کے عملے کو پاش پاش کر دیں۔

لیکن ایسا ضرور ہے جو ثبت ہو چکا ہے اور اظہار کیا گیا ہے، اس علل وعوامل کے ایک قابل توجہ حصّے کو حاصل کر سکتے ہیں۔

الف: احساس وحمیّت دینی

دین اسلام اور اسکی تبلیغ وتعلیمات کے حوالے سے دو شہروں کو مرکزی حیثیت حاصل ہے؛ مکہ بعنوان سرزمین بعثت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کا قبلہ گاہ اور حرم الٰہی ہونے کی وجہ سے اور مدینہ شہر پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کے پھلنے پھولنے اور معرفت وشناخت کے حوالے سے ، یہیں دین کی جڑیں مضبوط ہوئیں، استحکام حاصل ہوا ،مسلمانوں کو کلام الٰہی کی تفسیر و شرح

معلوم ہوئی۔ آنحضرتؐ کے کردار و سیرت سے سنّت مرتّب ہوتی رہی۔ انصار و مہاجرین حضورؐ کے نورانی وجود سے کسب فیض کرتے ہوئے زندگی گذار رہے تھے جو اللہ کے رسولؐ کی محبت میں آپؐ کے رخصت ہونے کے بعد بھی یہیں مقیم رہے اور اس سرزمین کو دوسرے علاقوں پر ترجیح دیتے رہے۔

لہذا فطری امر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دین کا سبق حاصل کرنے والے اوصیاء واصحاب، شامیوں سے بدرجہا بہتر دین شناس اور اس طرح کی روح کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے تھے اور ایسے لوگوں کو گرفت کرسکیں جو دین میں کسی قسم کی تبدیلی یا انحراف پیدا کررہے ہوں خواہ وہ حاکم ووالی ہی کیوں نہ ہوں اسی دینی غیرت وجذبے کا تقاضہ تھا کہ وہ فساد پھیلانے اور سیاسی واخلاقی خرابیوں کے حامل لوگوں کے خلاف صف آرا ہوں. یہی وجہ تھی کہ سب سے پہلے مدینہ والوں نے حضرت عثمان کی اقربا پروری اور احباب نوازی پر اعتراض کیا اور پھر اُن کا گھراؤ کرلیا یہاں تک کہ حالات نے شدّت اختیار کی اور خلیفہ جان سے گئے، مگر اب اُن کا سامنا ایسے جوان سے تھا جو دین سے لاتعلق ہونے کے ساتھ کسی قسم کا سیاسی اور حکمرانی کا تجربہ نہیں رکھتا تھا اور ہر قسم کے بُرے اعمال، علانیہ انجام دیتا تھا۔

اہل مدینہ نے دیکھا ظلم وستم کا بازار گرم ہے، لوگوں کا خون بے دریغ بہایا جارہا

ہے اور یزید اسلامی شریعت وقانون کی کھلے عام توہین کر رہا ہے تو انھوں نے شامی تخت پر اعتراض واحتجاج کیا۔

حاکم مدینہ عثمان بن محمد بن ابی سفیان نے بزعم خود معاملے کو سنبھالنے کے لئے مدینہ کے با اثر افراد کو بلایا اور کوشش کی کہ وہ اُنھیں یزید کی حکمرانی کے بارے میں تابع کر سکے .اس نے انصار ومہاجرین کے بزرگ افراد کا ایک وفد تیار کیا تا کہ وہ حضرات بہ نفس نفیس یزید سے ملاقات کریں اور اپنی شکایات واعتراضات بیان کریں، شاید وہ انھیں مطمئن کر دے اور انعام واکرام سے بھی نواز کر خوشحال کر دے(۱)

یزید نے وفد کی شکایات یا اعتراضات سن کر انھیں مطمئن کرنے کی بجائے اوچھی حرکتوں سے اپنی جہالت کا ثبوت دیا اور یہ تاثر دیا کہ اس وفد کی اُسکی نگاہوں میں کوئی اہمیت نہیں ہے(۲)

کتب تاریخ میں مدینہ کے وفد کے ارکان کی تعداد دس(۳) یا اس سے زیادہ بیان کی گئی ہے(۴)

عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ، عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن مغیرۂ مخزومی

۱۔تاریخ طبری ۳۶۸/۴؛ عقدالفرید ۱۳۵/۵؛ الاغانی ۲۳/۱

۲۔الفتوح ۱۷۹/۳؛ تاریخ طبری ۴۰۲/۷؛ نھایۃ الارب ۲۱۷/۶

۳۔حبیب السیر ۱۲۷/۲

۴۔نھایۃ الارب ۲۱۷/۵

منذر بن زبیر کے علاوہ اشراف مدینہ ساتھ تھے(۱)

شہر مدینہ کا وفد جب یزید کے پاس حاضر ہوا تو اُن کا احترام کیا گیا اور مال و متاع سے نوازا گیا. ان میں سے عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر جو اپنے آٹھ بیٹوں کے ہمراہ تھے کو ایک لاکھ درھم دیا گیا اور دوسروں کو بھی خوب نوازا(۲) اس کے باوجود، خلیفہ کا نازیبا کردار، مہمانوں سے پوشیدہ نہ رہ سکا۔

ان مہمانوں نے یزید کے کردار و رفتار کو خوب دیکھا اور پرکھا وہ اسی کام کے لئے شام آئے تھے(۳)

جب یہ وفد مدینہ واپس پلٹا تو جو کچھ اُنھوں نے یزید کے بارے میں دیکھا تھا مسلمانوں سے بیان کر دیا اور مسجد پیغمبرؐ میں فریاد بلند کی اور کہا: ہم اس کے پاس سے آرہے ہیں جو دین نہیں رکھتا، شراب پیتا ہے، ڈھول تاشے بجاتا ہے۔

راتیں گانا گانے والی کنیزوں اور پست انسانوں کے درمیان گذارتا ہے، اور نماز کا تارک ہے(۴)

مدینہ کے مسلمانوں نے عبداللہ بن حنظلہ سے استفسار کیا، کیا خبر لائے ہو؟ اُس نے کہا: اُس آدمی کے پاس سے آرہا ہوں، خدا کی قسم! اگر میرے فرزندوں

۱۔ نھایۃ الارب ۲۱۶/۶، عقدالفرید ۱۳۶/۵۔ ۲۔ تاریخ طبری ۳۶۸/۴؛ عقدالفرید ۱۳۶/۵؛ نھایۃ الارب ۲۱۷/۶ البدایۃ و النھایۃ ۲۳۳/۶۔

۳۔ یزید کی عیاشیوں کے بارے میں بیشتر مطلع ہونے کیلئے رجوع فرمائیں: تاریخ الدول الاسلامیۃ ۱۱۳/؛ النجوم الزاھرۃ ۱۶۳/۱؛ تاریخ الخلفا ۲۰۹/؛ طبقات ۴۸/۵؛ التاج فی اخلاق الملوک ۲۵۸/؛ سفینۃ البحار ۵۸۳/۱؛ تتمۃ المنتھی ۳۶/۔

۴۔ ا۔ تاریخ طبری ۳۶۸/۴؛ مروج الذھب ۹۴/۲؛ عقدالفرید ۱۳۶/۵؛ البدایۃ والنھایہ ۲۳۳/۶۔

کے علاوہ کوئی بھی میرے ساتھ نہ ہو، تب بھی میں اُس سے جنگ کروں گا.

لوگوں نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ یزید نے تجھے مال ومتاع سے نوازا ہے ؟

عبداللہ نے کہا: صحیح سنا ہے، میں نے اُس کو قبول کیا مگر محض اپنی جان بچانے کیلئے ۔ اِس طرح عبداللہ نے، یزید کے خلاف لوگوں کو محرک کیا اور اُنھوں نے بھی لبیک کہا(۱)

ابوالفداء مشہور مورّخ لکھتا ہے: واقعہ حرّہ کا سبب یہ تھا کہ اہل مدینہ کا ایک گروہ یزید بن معاویہ کے پاس دمشق پہنچا۔ یزید نے اُن کا احترام واکرام کیا اور اُن کو مال ومتاع سے نوازا، جن میں بزرگ مدینہ عبداللہ بن حنظلہ بن عامر بھی تھے، اُنھیں ایک لاکھ درھم بخشے۔

جب یہ گروہ مدینے پلٹا تو اہالیان مدینہ کو، جو کچھ یزید کے بارے میں دیکھ کر آئے تھے بتایا کہ وہ شراب پیتا ہے ، فسق وفجور میں مبتلا ہے سب سے بڑھ کر تارک نماز ہے، نشے کی حالت میں رہتا ہے، سے مطلع کیا(۲)

طبری نے لکھا: جب یہ گروہ مدینہ پلٹ آیا تو خلیفہ کی مذمت کی گئی. اُس کے کردار کو غیر مناسب کہا اور اظہار کیا گیا : اُس کے پاس سے ہوکر آرہے ہیں جو دین نہیں رکھتا، شراب پیتا ہے، ڈھول تاشے بجاتا ہے اور کنیزیں اُس کے پاس

۱۔تاریخ طبری ۳۶۸/۴؛ عقدالفرید ۱۳۶/۵؛ نھایۃ الارب ۲۱۷/۶

۲۔البدایۃ والنھایۃ ۲۳۳/۶

ساز بجاتی ہیں؛ سگ باز ہے، اوباش لوگوں اور غلاموں میں بیٹھتا ہے، گواہ رہنا ہمارا اُس سے کوئی تعلق نہیں(۱)

تاریخ نگار فخری لکھتے ہیں ''مسلمان، بنی امیہ سے سخت ناخوش تھے بالخصوص یزید سے کیونکہ وہ منکرات و بے شمار گناہوں کا مرتکب ہوا اور فسق و فجور میں مشہور ہو گیا'' (۲)

سیوطی اِس بارے میں اظہار کرتا ہے:

''اہل مدینہ کے مخالف ہونے کی وجہ یہ تھی کہ یزید ارتکاب گناہ میں حد سے زیادہ آگے تھا'' (۳)

''اہل مدینہ کی یزید کے خلاف شورش کی وجہ اُس کا دین سے لاپرواہ ہونا تھا'' (۴)

ابن خلدون نے اِس بارے میں تحریر کرتا ہے:

امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا وہ یزید کے فسق و فجور اور تباہ کاریاں مسلمانوں کے نزدیک آشکار ہونے کی بنا پر ہوا۔ کوفہ میں خاندان پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار اور شیعوں نے، اپنے نمائندے امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیجے اور آپؑ کو دعوت دی کہ اُن کے پاس آجائیں تا کہ اُن کے

۱۔ تاریخ طبری ۳۶۸/۴

۲۔ فی الآداب السلطانیۃ والدول الاسلامیۃ، المعروف تاریخ فخری ۱۱۴/

۳۔ تاریخ الخلفاء /۲۰۹

۴۔ مرآت الجنان ۱۳۸/۱

زیر کمان قیام کریں۔امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ یزید کے خلاف قیام کرنا ایک فریضہ ہے کیونکہ وہ فسق وفجور پھیلا رہا تھا۔مزید یہ کہ ایسا قیام ان پر لازم تھا جو اس کی صلاحیت رکھتے تھے۔

مسعودی کے بقول:

جس وقت یزید اور اُس کے عملے کا ظلم وستم زیادہ ہوگیا۔ اس کا فسق وفجور آشکار ہونے لگا۔دختر پیغمبرؐ کے بیٹے اور اُن کے جانثاروں کو قتل کردیا؛ شراب خوری کے ساتھ فرعون کے طریق پر چلا بلکہ اُس سے بھی بدتر کیونکہ فرعون اس سے زیادہ منصف تھا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اہل مدینہ نے،اُس کے حاکم عثمان بن محمد بن ابی سفیان،مروان حَکَم اور دیگر بنی امیہ کو شہر سے نکال دیا (۱)

اہل مدینہ کے نمائندوں نے یزید کے فسق وفجور کے علاوہ دیکھا کہ ایک مسیحی بنام سِرجون اس کا خاص مشیر ہے جبکہ منصور بن سِرجون،یا 'سرجیوس' مشہور مسیحی یزید کا اہم دوست تھا۔ابن اُثال (۲) طبیب یزید بھی مسیحی تھا کہ معاویہ نے اُسے

۱۔مروج الذہب ۶۸/۳، الامام الصادق والمذاہب الاربعہ ۳۴۲/۲

۲۔ابن اُثال،نصرانی طبیب معاویہ بن ابی سفیان کا ہم عصر تھا۔ابن ابی صبیعہ کہتے ہیں:اُسے دواؤں کے خواص کا خوب علم تھا خاص طور سے زہر کے استعمال کے بارے میں ماہر سمجھا جاتا تھا اور اسی لئے مشاہیر اسلام کے زہر دینے کے بارے میں اس کی خدمات حاصل کی جاتی تھیں۔

بقول واقدی : حضرت حسن علیہ السلام و مالک اشتر اور عبدالرحمن بن خالد بن ولید جو یزید کی ولایت عہدی کے خلاف تھا،اُس کی تدبیر سے مسموم اور مقتول ہوئے۔بالآخر عبدالرحمن کے بھتیجے خالد بن مہاجر اپنے چچا کے خون کا انتقام لینے کیلئے شام گئے اور ابن اُثال کو قتل کردیا۔(لغت نامہ دہخدا ۲۹۰/۲؛مادہ ابن)

حمص کے علاقہ کی درآمد وصول کرنے پر مامور کیا ہوا تھا(۱)

اَخطَل (۲) اموی دربار کا شاعر جو عرب کے مسیحوں میں سے تھا، صلیب اُس کی گردن میں آویزاں رہتی تھی اور قصر خلیفہ میں اُسکی آمد و رفت تھی۔ اپنے اشعار خلیفہ کی شان میں سنا کر، داد وصول کرتا تھا(۳)

بنی امیہ کا دین دشمنی پر مبنی طرز حکومت، شعائر اللہ کا کھلے عام مذاق، ہر وقت مخالفین کو کچلنے کے لئے سازش اور منصوبہ بندی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر انسانیت سوز حرکات ،غرض کہ یہ تمام وجوہات تھیں جس کی وجہ سے غیرت مند مسلمان کا خون کھولتا تھا اور وہ بنی امیہ سے نفرت کرتے تھے۔

ب: واقعہ کربلا اور شہادت حسین بن علی علیہ السلام

معاویہ نے اپنی تدبیروں اور شاطر مشیروں کی مدد سے پہلے شام کے علاقہ پر اپنی گرفت مضبوط کی اور پھر اپنے دائرہ اقتدار کو تمام مسلم علاقوں پر وسعت دیتے ہوئے خلافت کا لباس پہن لیا مگر وہ اس امر سے اچھی طرح آگاہ تھا کہ

۱۔ تاریخ دمشق، ابن عساکر ۸۰/۵؛ معاویہ و تاریخ ۱۱۱

۲۔ اَخطَل: غیاث بن غوث بن الصلت بن طارقۃ بن عمرو، قبلہ بن تغلب سے تھا اُس کی کنیت ابو مالک، بنی امیہ کے دور کا مشہور شاعر تھا۔ اس کے بیشتر اشعار بنی امیہ کے خلفاء کی تعریف و توصیف میں تھے۔ وہ حیرہ کے مضافات میں مسیحوں کے درمیان پرورش پائی، پیدائش ۱۹ ہجری اور وفات ۹۰ ہجری (۷۰۸-۶۴۰ م) (الاعلام، زرکلی ۳۱۸/۵؛ الاغانی ۲۸۰/۸؛ الشعر والشعراء ۱۸۹؛ شرح شواہد مغنی ۴۶؛ خزانۃ الادب، البغدادی ۲۱۹/۱ و ۲۲۱؛ دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۵۱۵/۱)

۳۔ فلیپ حِتّی، تاریخ العرب ۲۵۴/۱ (ترجمہ ابوالقاسم پایندہ)

مسلمانوں کی اکثریت خاص طور سے اصحاب رسولؐ اور تابعین جن میں مہاجر و انصار بھی شامل تھے، اہل بیت رسول اللہ علیہم السلام سے خاص عقیدت وارادت رکھتے ہیں علاوہ ازیں وہ حضرت علی علیہ السلام اور انکے گھرانے کی دینی استقامت و پائیداری کا ذاتی تجربہ رکھتا تھا نہ صرف بلکہ اسے خود اندازہ تھا کہ خاندان رسالت علیہم السلام حرمت انسانی کا پاسدار ہے لہذا اس خاندان کی عزت وحرمت کی بنا پر اُن سے براہ راست ٹکراؤ بہت مہنگا پڑے گا اوراس کی قیمت شاید ادا نہ کر سکے؛ جب کہ یزید ایک ناتجربہ کار، خودسر اور عیش پسند جوان تھا، جسے ایک وسیع علاقے کی حکومت اپنے باپ سے مفت میں ملی تھی اس نے خود کوئی زحمت برداشت نہیں کی تھی وہ تو بیت المال کا خزانہ اپنی عیاشی اور بدمستی میں اُڑا تا رہا تھا۔

اب اسے مسلمانوں کے سیاہ وسفید کا مالک بنادیا گیا تھا۔ رعیت کے مرد اُس کے غلام اور عورتیں اُس کی کنیزیں تھیں!

اس قسم کے فاسد خیالات کو سروں پر طوطے اُڑانے والے چاپلوس زیادہ ہوا دیتے اور یہی ہوا بنی امیہ صحرائے کربلا میں بنی ہاشم کے طیّب وطاہر خاندان کے مقابل آ کھڑے ہوئے اور پھر حق وباطل کی وہ تاریخی جنگ ہوئی ، جس کی مثال اولین وآخرین میں نہیں ملتی!

یزید نے چاہا کہ بدر کے اپنے مقتولین اور کافروں کا انتقام، دوپہر بھر میں

خاندان پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے لے اور اُس نے یہی کر دکھایا!

اُس نے تاریخ کے تمام قابیلوں کی مانند چند گھڑیوں میں تاریخ کے دردناک وغمناک حادثے کو جنم دیا مگر کچھ ہی وقت گذرا تھا کہ بنت علی حضرت زینب علیہا السلام کی شعلہ بیانی نے یزید کی فتح یابی اور غرور وتکبر کو خاک میں ملا دیا۔

وہ معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے پر مجبور ہوا۔لیکن افسوس کہ دیر ہو چکی تھی اور آل محمد علیہم السلام کے زمین پر بے گناہ بہنے والے خون کی سرخی کو دنیا کا کوئی سمندر نہیں دھوسکتا تھا ۔آل علی علیہم السلام کے سر نیزوں پر بلند ہوکر ستارے بن کر جگمگائے جو غروب ہو ہی نہیں سکتے تھے اور اموی حکمرانی کے اندھیرے میں آزادی کی چاندنی پھیلا دی۔

یہ اہل مدینہ کا امتحان تھا کہ وہ کربلا کے سانحہ سے پیدا ہونے والی لہروں کو محسوس کریں اور خون ناحق بہانے والے دشمنان آل محمدؐ سے بھرپور احتجاج کریں

حسین بن علی علیہ السلام اسی شہر مدینہ سے قیام حق کے لئے نکلے تھے اور پھر دردناک داستان سنانے ان کے فرزند مدینہ لٹ کر واپس آئے تھے۔اس وقت تو اہل مدینہ نے سرد مہری کا مظاہرہ کیا تھا مگر اب شرمسار تھے کہ کتنی عظیم تھے حسینؑ بن علیؑ جن کی ذات گرامی سے محروم ہو گئے!

اگر تازہ مسلمان ہونے والے شامی قرآن مجید کی آیت ” قل لا اسئلکم

علیہ اَجراً اِلاّ المَوَدَّۃ فی القُربی''(۱) نہیں سمجھے تھے اور آل ابی سفیان اور آل پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تمیز نہیں کر سکے تھے لیکن مدینہ والے مسلسل زبانِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن چکے تھے''**الحسن و الحسین سیدا شباب اھل الجنۃ**''(۲)

یہ بڑے گہرے زخم تھے جو اہل مدینہ کی شرافت، ایمان اور انسانیت پر لگے تھے اور اس گھاؤ کو بھرنے کے لئے ایک عظیم تحریک کی ضرورت تھی۔

ابن خلدون نے لکھا ہے:

جب یزید اور اسکے حکومتی کارندے ظلم وستم میں آگے نکلے تو اُنھوں نے فرزند رسول اللہ اور اُن کے عزیزوں وانصار کو شہید کر دیا جس کی وجہ سے لوگ یزید کے خلاف سراپا احتجاج بن گئے(۳)

طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے

جب امام حسین علیہ السلام قتل کر دیئے گئے تو ابن زبیر نے لوگوں سے گفتگو کی شھادت امام حسین علیہ السلام ایک اہم ترین واقعہ شمار کیا اور مردم کوفہ کی سرزنش کی مردم عراق کی ملامت کی اور کہا: عراق کے لوگ مجرم اور بدکار ہیں، اُنھوں نے حسین علیہ السلام کو دعوت دی لیکن اُن سے دغا کی اور اُن پر ٹوٹ پڑے اور اُن

۱۔الشوریٰ ۲۳/

۲۔تاریخ بغداد ۲۰۴/۴۔تاریخ الاسلام، ذھبی ۵/۳.	۳۔تاریخ ابن خلدون ۳۷/۲

سے مطالبہ کیا کہ پسر سمیّہ (ابن زیاد) کی بات مانیں ورنہ قتل کے لئے آمادہ ہو جائیں۔۔۔

امام حسین علیہ السلام جانتے تھے کہ اُنکے جانثار کم ہیں لیکن اُنھوں نے عزت کی موت کو، ذلت کی زندگی پر ترجیح دے دی۔

''اللہ! حسین پر رحمت بھیجے اور اُن کے قاتل کو زبوں حالی میں ڈالے'' (۱)

تاریخ عرب کے ایک مورخ کربلا کے واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حسین بن علی علیہما السلام کے بے گناہ بہنے والے خون نے شیعت میں عجیب جاذبہ وتڑپ پیدا کر دی اور یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ روز عاشورہ تشیع کو حیات نو ملی جس کے اثرات مختلف ادوار میں ظاہر ہوتے رہے اور جملہ اُن عوامل سے یہ بھی تھا کہ جس کی بنا پر حکومت بنی امیہ کا سقوط ہوا (۲)

ج: اہل بیت علیہم السلام کی جانب سے واقعہ کربلا کی تشریح

اگر واقعہ عاشورہ، کی حفاظت ونشر عام کی ذمہ داری اہل بیت علیہم السلام نے نہ سنبھالی ہوتی تو بنی امیہ اُسے نہ معلوم کس طرح تحریف وتغیر دے کر عوام میں شائع کرتے مگر کربلا کے پیغام کو عام کرنے کا کٹھن مرحلہ جس طرح کوفہ وشام کے

۱۔ تاریخ طبری ۲۶۴/۴

۲۔ تاریخ العرب ۲۴۷/۱

دربار و بازار سے لیکر مدینہ تک حضرت زینب وسید سجاد علیہا السلام نے طے کیا اس نے مظلومیت کی داستان کو ہمیشہ کیلئے دلوں پر نقش کر دیا اور ظالموں کو بے نقاب کر دیا۔

امام سجاد علیہ السلام کے لئے کربلا کے عظیم سانحہ کے بعد حالات بہت ناساز گار تھے اور بنی امیہ کے مظالم کو کھلے عام بیان کرنا تو ناممکن تھا، دوسری بات یہ کہ اہل مدینہ جو زیادہ تر اصحاب رسولؐ تھے اور اس حوالے سے محترم سمجھے جاتے تھے اُنھوں نے اہل بیت رسولؐ کے دفاع، دین کے مشن میں کسی قسم کی حمایت نہیں کی کل کے انصار اور مہاجر جو سادہ اور بے غرض مسلمانوں میں شمار تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد، سیاسی اور معاشرتی تبدیلیوں کی وجہ سے مختلف طبقات میں تقسیم ہو چکے تھے۔ مدینہ مسلمانوں کا مرکز اور دار الخلافہ تھا مگر وہاں اصحاب کا علیحدہ گروہ تشکیل پا چکا تھا جن میں راویان حدیث بھی تھے جب کہ اہل بیت علیہم السلام اپنی جداگانہ شناخت رکھتے تھے۔

ایسی صورت حال میں امام سجاد علیہ السلام نے اپنے دینی جذبات بالفاظ دیگر حق کے پیغام کو عام کرنے کے لئے دعا و مناجات کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جو لوگوں کے رگ و پے پر دیرپا اثر چھوڑتا تھا۔

جب بھی آپؑ کو پانی نظر آتا، کربلا والوں کی تشنہ لبی کو یاد کرتے ۔ آپؑ امام

وقت تھے اور دین کی سب سے بڑی علامت تھے اور ابناءِ وقت اور مصلحت زدہ افراد سے منہ پھیر چکے تھے، اسکے باوجود آپؑ کی زبان سے نکلنے والا ہر لفظ عوام کی محافل و مجالس میں بیان کیا جاتا تھا۔

موّرخین نے کربلا کے پیام لانے والے کاروان کا مدینہ میں ورود، اس طرح نقل کیا ہے :

جب بشیر بن جذلم نے، شہادت امام حسین علیہ السلام اور اسیران کربلا کے واپس آنے کی خبر اہل مدینہ کو دی تو جیسے کہ مدینہ میں بشیر نے صور میں پھونک دیا، مدینہ میں صبح قیامت کا سماں نظر آیا، مدینہ کی خواتین بے مقنع و چادر، گھروں سے نکل آئیں اور دروازۂ مدینہ کی جانب دوڑ پڑیں، اس طرح کہ کوئی زن اور مرد نہ رہا مگر یہ کہ ننگے پاؤں باہر دوڑ رہے تھے اور فریادیں بلند تھیں ''وامحمدا! واحسینا!'' بالکل اُسی طرح جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے دُنیا سے وصال آخرت کے وقت کہرام بپا ہوا تھا اس دن کے بعد یہ تلخ ترین اور غم انگیز دن تھا تمام اہل مدینہ شہر سے باہر امام علیہ السلام اور اور اہل قافلہ کے استقبال کے لئے پہنچ گئے۔ امام علیہ السلام نے ایسا خطبہ دیا کہ سننے والے لرز گئے اور اہل مدینہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ وہ کتنی بڑی غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں اور نالہ و فریاد، اُس دن بہت زیادہ ہُوا (۱)

۱۔ الملھوف ۱۳۰؛ مقتل ابی مخنف ۲۰۰؛ مقتل مقرم ۳۷۵

بعض مسلمانوں نے جیسے صوحان بن صعصعہ نے کہ امام حسین علیہ السلام کی مدد نہ کرنے پر معذرت کی اور امام سجاد علیہ السلام نے اُن کی عذر خواہی کو قبول کیا(۱)

امام سجاد علیہ السلام کے کلام نے مدینہ کے لوگوں پر بہت اثر چھوڑا اور انھوں نے احساس کیا کہ آل محمد علیہم السلام کے دفاع میں انھوں نے کوتاہی کی ہے!

ابی مخنف لکھتے ہیں:

روز جمعہ تھا کہ اہل بیت علیہم السلام مدینہ کے نزدیک پہنچے. امام سجاد علیہ السلام نے بشیر بن جذلم کو اہل مدینہ کو اپنی آمد سے مطلع کرنے کے لئے روانہ کیا ، وہ مدینہ میں وارد ہُوا اور لوگوں کو کربلا کی لرزہ خیز داستان اپنے اشعار کے قالب میں ڈھال کر سنانے لگا، ایک مرتبہ گھروں سے لوگ بے تابانہ باہر نکلے حتی پردہ دار خواتین بھی بے ساختہ سیاہ پوش ہو کر جمع ہونے لگیں۔ واویلا کی صدائیں فضاء میں تھیں، کسی مرد و زن کو نہیں دیکھا مگر گریہ وزاری کے ساتھ اپنی سرزنش بھی کر رہا تھا۔ تمام زنان ہاشمی وغیر ہاشمی نالہ وزاری کر رہی تھیں!

روز جمعہ، اسیران کربلا مدینہ میں داخل ہوئے۔ خطیب اپنے خطبہ میں کربلا کی درد بھری داستان بیان کر رہا تھا اور لٹے ہوئے قافلے والوں کے، دل کے زخم تازہ ہو رہے تھے اور مجمع میں کچھ تو رو رہے تھے اور بعض نالہ کر رہے تھے بالآخر تمام اہل مدینہ اہل بیت علیہم السلام کے پاس آئے اور وہ دن اُس دن کی یاد دلا

۱۔ امالی شیخ طوسی /٦٦؛ مقتل مقرم /۳۷۵؛ بحار الانوار ۱۴۷/۴۵

گیا جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت کی۔

شعراء کی زبان پر اشعار اور مرثیے تھے. اہل مدینہ نے پندرہ دن تک عزاداری کی اور امام حسین علیہ السلام پر گریہ کیا(۱) دوسری طرف، زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا اور کربلا کی خواتین نے جن کی گود اجڑ چکی تھی مختلف بیبیوں کے حلقوں میں، کربلا میں ہونے والے واقعات اور جو کچھ کوفہ و شام اور مجلس یزید میں دیکھا تھا، بیان کیا۔

علیؑ کی شیر دل بیٹی حضرت زینبؑ نے مدینہ پہنچ کر مدینہ کی بیبیوں کے درمیان جس طرح کربلا کے دردناک واقعات بیان کئے وہ تاریخ کے صفحات پر درج ہیں۔ انھوں نے ایسے اشعار میں ماجرا بیان کیا جو ذہن و دل اور دماغ پر نقش ہو گئے کیونکہ جانتی تھیں کہ عرب کی خواتین کے حافظے کا ذخیرہ بنے گا اور اپنے بچوں کو لوریاں دیتے وقت سنائیں گیں۔

ماذا تقولون اذ قال النبی لکم

ماذا فعلتم و انتم آخر الامم

بعترتی و باھلی بعد مفتقدی

منھم اساری و منھم ضرجوا بدم

۱۔ مقتل ابی مخنف/۲۰۰

ما كان هذا جزائی اذنصحت لكم

ان تخلفونی بسوء فی ذوی رحمی

یعنی: تمھارے پاس کیا جواب ہوگا اگر پیغمبرؐ نے تم سے پوچھ لیا: تم تو آخری اُمت تھے، میرے بعد میری عترت واہل بیتؑ کے ساتھ کیا کیا! کچھ کو شہید کر دیا باقی کو اسیر بنایا، میں نے تمھیں حق کے راستے کی ھدایت کی اور تم نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ میری آل ہی کو اجاڑ دیا؟ (۱)

د۔ ناقص کارکردگی اور سیاسی فاش غلطیاں

حکومت بنی امیہ کی ناشائستہ اخلاقی لغزشوں کی بنا پر امت اسلامی بالخصوص مدینہ کے مسلمان تیسری خلافت کے زمانے سے دیکھ رہے تھے، یزید بن معاویہ کے دور میں یہ اپنے اوج پر پہنچ چکی تھیں، یہ سبب بن گئیں کہ اہل مدینہ اُٹھ کھڑے ہوں۔

پہلے خلفاء مسلمانوں کے اُمور میں، عموماً صحابہ اور معامل فہم افراد سے مشورہ کرتے تھے لیکن یزید جیسا خود تھا ویسے ہی لفنگے، عیش پرست جوانوں کو، اپنے چاروں طرف جمع کر لیا تھا۔ جس کا نتیجہ لازمی تھا کہ بزرگ انصار و مہاجر تنگ آمد بجنگ آمد کی صورت حال کا سامنا کریں۔

۱۔عیون الاخبار ۱/۲۱۲؛ کامل ابن اثیر ۴/۳۶؛ تاریخ طبری ۴/۳۵۷؛ آثار الباقیہ /۳۲۹؛ مقتل خوارزمی ۲/۷۶؛ مثیر الاحزان /۵۱؛ تذکرۃ الخواص /۱۵۱۔

اہل مدینہ پر اُن کا نمائندہ جو حاکم تھا اس کے بارے میں طبری تحریر کرتا ہے

''عثمان بن محمد بن ابی سفیان، ولید کے بعد حاکم مدینہ بنا، جو ناپختہ اور ناتجربہ کار نوجوان تھا'' (۱)

عثمان بن محمد بن ابی سفیان سے پہلے، یزید کی جانب سے ولید بن عقبہ والی حجاز تھا اور مدینہ کے رہنے والے اس سے سخت نالاں اور شاکی تھے اسی سلسلے میں عبداللہ بن زبیر نے یزید کے جو خط لکھا اس کا مضمون یوں تھا:

''تم نے اُس مرد کو ہمارے پاس بھیجا ہے جو نہایت غصّہ والا اور سختیاں کرنے والا ہے اور حق وحقیقت کی جانب قطعی توجہ نہیں رکھتا، اچھی نصیحت، خیر خواہی کی بات کرنے والے صاحبانِ فہم کے مشوروں کو نظر انداز کرتا ہے بہتر ہوتا کسی نرم خو آدمی کو ادھر بھیجتے تو امید رکھتے کہ مشکل اور پیچیدہ کاموں میں آسانی ہو جاتی'' (۲)

انہی شکایات کی بنیاد پر یزید نے ولید بن عقبہ کو معزول کیا مگر عثمان بن محمد بن ابی سفیان جیسے مغرور، بے تجربہ اور غیر ذمہ دار جوان کو حکومت حجاز دے دی اور اسی کے زمانے میں (۳) واقعہ حرّہ پیش آیا (۴) حیرت یہ ہے کہ عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو ایک ہی وقت میں دو اہم ذمہ داریاں سونپ دی گئی تھیں یعنی یزید نے مدینہ اور مکّہ کی فرماں روائی کو اِس کے سپرد کر دیا تھا (۵)

۱۔ تاریخ طبری ۳۶۸/۴. ۲۔ نھایۃ الارب ۲۱۶/۶ ۳۔ نیز. ۴۔ المعارف ۳۴۵/

۵۔ الامامۃ والسیاسۃ ۲۰۵/۱.

یہ تمام عوامل بارود کا ڈھیر بن گئے اور پھر حسب توقع دھماکہ ہوگیا۔

اس افسوس ناک واقعہ کی علت یہ ہے کہ ابن مینا، حاکم شام کا بااختیار نمائندہ اموال کی جمع آوری کے بعد اس کو حرّہ کے راستے سے حجاز کے گورنر کے لئے لے کر جانا چاہتا تھا، اس موقع پر معترضان مدینہ نے اُس کے راستے کو بند کر دیا اور اُس سے کہا: یہ تمام اموال جو تو مدینہ سے لیکر جارہا ہے، اس پر تیرا اور کسی کا حق نہیں ہے، ہم یہ مال یہاں سے نہیں لے جانے دیں گے (۱)

ابن مینا نے، عثمان بن محمد بن ابی سفیان والئی مکہ اور مدینہ کو قضیہ کی اطلاع کی عثمان نے مدینہ کے نمائندوں کو طلب کیا تا کہ اُن سے گفتگو کرے ۔ انصار و قریش کے نمائندے والی (حاکم) کے پاس گئے اور اظہار کیا کہ یہ اموال، مردم مدینہ سے متعلق ہے ، معاویہ نے ہمارے حقوق ادا نہیں کئے اور جب ہم مالی حیثیت سے پریشان تھے تو ہمارا مال تجارت بہت ارزاں قیمت لگا کر ہم سے خریدا تھا۔ گفتگو طولانی ہوگئی، اور حاکم مدینہ نے نمائندوں کو تہدید کی اور کہا : تمھارا یہ اقدام، اندرونی کینہ کی خبر دے رہا ہے اور اِس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا، میں اِس موضوع سے یزید کو مطلع کرتا ہوں (۲)

حاکم مدینہ نے ایک خط شام کی جانب یزید کو بھیج دیا اور یزید کو مردم مدینہ کے

۱۔ الامامۃ والسیاسۃ ۱/۲۰۶؛ تاریخ یعقوبی ۲/۲۵۰

۲۔ نیز

خلاف اُبھارا، یزید یہ خبر سن کر طیش میں آ گیا اور کہا:

''خدا کی قسم! ایک لشکرِ انبوہ اُن کی جانب بھیجوں گا اور ان کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالوں گا۔۔۔'' (۱)

۱۔ وفاء الوفاء ۱/۱۲۷

اہل مدینہ بمقابل حکومت یزید

حاکم مدینہ سے مقامی نمائندوں کے ناکام مذاکرات کے بعد شہر میں حاکم اوراہل مدینہ کے درمیان تناؤ کی شدّت میں اضافہ ہوا، جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ انصار ومہاجر حکومت بنی امیہ کے مدمقابل آ گئے۔

عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ خود شام میں یزید سے ملاقات کر چکے تھے اور یزید کی طرف سے دیئے جانے والے تحفے اِس نیت سے قبول کئے تھے کہ لوگوں پر ثابت کیا جائے بیت المال کی کس طرح بندر بانٹ کی جا رہی ہے، ایسی وجوہ نے مدینہ والوں کو یزید و بنی امیہ کے خلاف فیصلہ کن معرکہ کے لئے آمادہ کیا.

عبداللہ بن حنظلہ (۱) اہم شخص تھے اوران کی آواز پر لوگوں نے لبیک کہا اوران کو اپنا والی قرار دیتے ہوئے یزید کے اقتدار کو مزید تسلیم کرنے سے انکار کر دیا (۲)

۱۔ حنظلہ بن ابی عامر ایسے جوان تھے کہ جنگ اُحد کے دنوں میں ، جمیلہ دختر عبداللہ بن ابی سے شادی کی، شب زفاف منائی اور فرصت حاصل نہ ملی کہ غسل کر سکے اور اِسی حالت میں جنگ احد میں شریک ہوئے۔ اور درجہ شہادت حاصل کیا پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ ملائکہ نے اُسے غسل دے دیا ہے (طبقات ۴۶/۵)(اخبار الطّوال ۳۱۰/)

۲۔ طبقات ۴۷/۵؛ ریاض الاحزان ۱۷۶/

ابن زبیر جو خود معترضین میں شامل تھا اور مکہ میں رہ کر اُس نے اہل مدینہ کو خط لکھا اور اُن کو اُبھارا کہ مدینہ میں حکومتی عمال اور بنی امیہ کو مدینہ سے نکال دیں (۱) ابن زبیر نے خود حجاز سے سے یزیدی عملے کو نکال دیا (۲)

والی مدینہ کے اخراج سے اہل مدینہ نے عبداللہ بن حنظلہ کی بیعت کرنے کے بعد ماہ محرم کی پہلی تاریخ کے دن ۶۳ ہجری میں یزید کے مقرر کردہ والی عثمان بن محمد کو شہر مدینہ سے نکال دیا. اِسکے بعد بنی امیہ اور اُن سے وابستگی رکھنے والوں اور اُن قریشیوں کو جو بنی امیہ کے ہمراہ تھے جن کی تعداد ایک ھزار تک پہنچتی تھی، مروان حکم کے گھر میں قید کر دیا، مگر اِن میں سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا (۳) البتہ بعض مورّخین نے لکھا ہے کہ ان کو خانہ مروان میں محبوس کیا گیا، محاصرہ اِس کے چاروں طرف تھا. پانی تک نہیں پہنچایا اور بعض پر جسمانی تشدد بھی کیا گیا جن میں عثمان بن محمد و مروان بن حکم اور اُس کا بیٹا عبدالملک بھی تھا (۴) لیکن یہ تمام واقعات قدیم تاریخی کتابوں میں کہیں نہیں ملتے، سب بعد کی اختر عات ہیں.

مدینہ کی بغاوت اور بنی امیہ کا مروان کے محل میں محاصرہ کے بعد، امیر مدینہ عثمان بن محمد بن ابی سفیان نے اپنی پھٹی ہوئی قمیض، یزید کے پاس شام بھیجی اور

۱۔اخبار الطّوال ۳۱۰/؛ البدء والتاریخ ۱۵/۶

۲۔الفتوح ۱۷۹/۳؛ مروج الذّھب ۶۹/۳

۳۔طبقات ۴۷/۵ و۱۶۶؛ الامامۃ والسیاسہ ۲۰۸/۱؛ تاریخ یعقوبی ۲۵۰/۲؛ کامل ابن اثیر ۱۱۱/۴؛ تاریخ فخری ۱۱۵/؛ تاریخ ابن خلدون ۳۷/۲۔

۴۔تاریخ یعقوبی ۲۵۰/۲؛ المحاسن والمساوی ۴۶/۱۔

خط میں اُسے لکھا ''ہماری مدد کو پہنچو ! اہل مدینہ نے ہمیں مدینہ سے نکال دیا ہے '' (۱)

بعض نے کہا ہے : بنی امیہ سے جو بھی وابستہ تھے، ان میں صرف حضرت عثمان کے فرزند مدینہ میں رہے (۲)

بعض نے لکھا ہے کہ: والی مدینہ، رات کو فرار کر کے ...شام چلا گیا (۳)

۱۔الامامۃ والسیاسۃ ۹/۲؛ المحاسن والمساوی ۴۶/۱؛ عقدالفرید ۱۳۷/۵؛ الاغانی ۲۵/۱؛ کامل ابن اثیر ۱۱۱/۴؛ وفاء الوفاء ۱۲۷/۱

۲۔اخبار مکہ المشرفہ ۱۳۹/۱

۳۔الامامۃ والسیاسۃ ۲۰۸/۱۔

اہل مدینہ کے خلاف یزید کا ردعمل

مروان حکم اور دوسرے بنی امیہ کا مکتوب، حبیب بن کُرّہ کے ذریعہ یزید کے ہاتھ پہنچا جب یزید نے پڑھا تو غضبناک ہوگیا اور حبیب سے پوچھا: کیا بنی امیہ اور اُنکے طرفدار اور غلام ایک ہزار بھی نہیں تھے؟! حبیب نے جواب دیا: کیوں نہیں؟ بلکہ ہزار سے بھی زیادہ تھے۔

یزید نے پوچھا ''پس کیوں اُنھوں نے مقابلہ ومقاومت نہیں کی؟! اُس نے جواب دیا: تمام لوگ اُن کے خلاف متحد ہو چکے تھے (۱)

یزید رات کے وقت اِس حالت میں کہ دو، دو نگہبان، اُس کے دائیں بائیں تھے شمع اُن کے ہاتھوں میں تھی۔ لباس رنگا رنگ پہنا ہُوا تھا اور چہرہ غم وغصّہ سے سے بھرا ہُوا تھا اپنے قصر سے نکلا اور مسجد میں آکر، بالائے منبر گیا اور فریاد کے انداز سے کہا'' اے اہل شام! عثمان بن محمد والی مدینہ نے مجھے لکھا ہے کہ اہل

۱۔ تاریخ طبری ۳۷۱/۴

مدینہ نے بنی امیہ کوشہر سے نکال دیا ہے.خدا کی قسم !اگر کوئی سرسبز علاقہ اور آبادی وجود نہ رکھتی تو یہ سُننا میرے لئے ،اِس خبر سے آسان تھا'' (۲)

یزید نے اِس کلام سے درحقیقت اپنے عزم کا اظہار کیا اور لشکر، مدینہ کی جانب روانہ کرنے کے لئے جمع کیا۔

یزید کا خط، مدینہ والوں کیلئے

یزید نے اھالی مدینہ کیلئے خط لکھا اور والی مدینہ عثمان بن محمد کو حکم دیا کہ مدینہ والوں کو سنا دے۔اُس نے خط،نعمان بن بشیر انصاری کے ذریعے روانہ کیا اور نعمان سے کہا:

''مدینہ کے اکثر لوگ،تمھارے رشتہ دار ہیں،اُن کے پاس جاؤ اور انھیں مخالفت سے منع کرو اگر وہ ساتھ نہ دیں تو دوسرے لوگ میری مخالفت کی جرأت نہیں رکھتے''

نعمان جب اپنے رشتہ داروں کے پاس حاضر ہوا تو اُن سے کہا کہ اُس کی اطاعت سے بغاوت نہ کرو، اور اُن کو فتنہ اور آشوب سے ڈرایا لیکن اُنھوں نے اُس کی بات ماننے سے انکار کیا (۱) بلکہ نعمان کو جواب میں کہنے لگے:

'' نعمان ! یزید مسلمان نہیں ہے وہ روز و شب شراب پیتا ہے ،نماز نہیں پڑھتا،فساد کرتا ہے اور اولادِ رسولؐ کے خون بہانے کو حلال جانتا ہے اور تم جانتے

۱۔الامامۃ والسیاسۃ ۹/۲؛ المحاسن والمساوی ۴۶/۱

۲۔نھایۃ الارب ۲۱۷/۶

ہو کہ کسی خلیفہ نے، یزید جیسے عمل انجام نہیں دیئے، اُس میں مسلمانوں کی رہبری کی صلاحیت نہیں ہے" (۱)

جب عثمان بن محمد بن ابی سفیان اہل مدینہ کے سامنے یزید کا خط پڑھ رہا تھا تو اُس پر لرزا اور خوف طاری تھا، اہالیان مدینہ میں سے عبداللہ بن مطیع اور دوسرے لوگ، غضب و غصّے کے جذبات کا اظہار کرنے لگے۔

کچھ عرصہ بعد یہ خبر پہنچی کہ اُن کی سرکوبی کیلئے یزید نے ایک لشکر بھیج دیا ہے تو وہ پختہ عزم کے ساتھ اُس کی مخالفت کرنے پر پُرعزم ہو گئے (۲)

جب مدینہ والوں نے شامی سپاہ سے مقابلے کا مصمم عزم کر لیا تو بنی امیہ نے اہل مدینہ سے درخواست کی ہمیں یہاں سے جانے دیا جائے یا خود اہل مدینہ نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ بنی امیہ کو مدینہ سے خارج کر دیا جائے۔

اِس بنا پر اُن کو ایک جگہ بنام ذی خُشُب (۳) جو مدینہ کے مضافاتی علاقے میں تھا، بھیج دیا گیا (۴)

مروان بن حکم بھی انہی لوگوں میں شامل تھا لیکن وہ خوشحالی کا اظہار کر رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر مدینہ میں رہا تو اُس کی خیر نہیں، اِس بنا پر مروان اپنے

۱۔ تاریخ نامہ طبری ۲/۱۹۷

۲۔ الامامۃ والسیاسۃ ۱/۲۰۸

۳۔ معجم البلدان ۲/۳۷۲

۴۔ الامامۃ والسیاسۃ ۱/۲۰۸؛ کامل ابن اثیر ۴/۱۱۱

بیٹے عبدالملک سے بولا:

’’بیٹے! معلوم ہوتا ہے کہ اہل مدینہ نے سوچ سمجھے اور ایک دوسرے سے مشورے کے بغیر، ہمیں اجازت دے دی تا کہ مدینہ سے چلے جائیں یا ہمیں مدینہ سے نکال دیں!

عبدالملک نے پوچھا اس کی دلیل کیا ہے؟

مروان نے کہا: یہ ہی کہ اُنھوں نے ہمیں قتل نہ اسیر کیا، اگر ہمیں اسیر کر کے یرغمال بنا لیتے اور جب لشکر شام حملہ کرتا، تو ہمیں قتل کر دیتے! اب اِس فکر میں ہوں، کہیں وہ اپنے کئے پر پچھتا کر ہمارے پیچھے نہ آ جائیں (۱)

۱۔ الاغانی ۱/۲۴۔

لشکرِ شام کی عزیمتِ مدینہ

یزید جانتا تھا کہ حرم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب رسول، انصار و مہاجرین کے شہر مدینہ پر حملہ بہت کٹھن مرحلہ ہے، اور اس مہم کو سر کرنے کے لئے بہت قابل اطمینان اور معتبر سردارِ لشکر کا ہونا ضروری ہے۔

مورّخین نے لکھا ہے کہ یزید نے شروع میں ایک شخص بنام ضحاک بن قیس فِہری (۲) اور اِس کے بعد عمرو بن سعید اشدق (۱) اور اِس کے بعد عبید اللہ بن زیاد (۲) کو یہ ذمہ داری سونپنا چاہی لیکن اُنھوں نے کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے جان چھڑالی کیونکہ مہاجر و انصار کا خون بہانا اور حریم نبوی کی حرمت کو توڑنا، ایسا جرم و گناہ تھا جس کو کوئی اپنے کاندھوں پر لینے کو تیار نہ تھا۔

بالآخر اِس مہم کو ایک شخص بنام مسلم بن عقبہ مُرّی کو دینے پر غور کیا اور یزید نے

ا۔ عمرو بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس ، المعروف ''اَشدَق'' سن ۶۱ ہجری قمری میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے موقع پر مدینہ کا والی تھا (طبقات ۵/۱۷۶)

۲۔ کامل ابن اثیر ۴/۱۱؛ تاریخ فخری /۱۱۶

اِس کو اُس کے حوالے کر دیا!

مسلم بن عقبہ، ایک بوڑھا آدمی تھا، مریض ،نوّے سال سے زیادہ عمر (۱) اِس سن وسال کا انسان جس میں جسمانی انحطاط ہو، کہا نہیں جاسکتا کہ اِس مہم کیلئے صحیح انتخاب تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یزید نے جن کمانڈروں کو مہم پر روانہ کرنا چاہا تھا؛

اولاً۔ اُنھوں نے اِس ذمہ داری سے انکار کر دیا تھا.

ثانیاً۔ اہم بات یہ کہ فوج کے لئے ایسے سردار کی ضرورت تھی جو بنی امیہ کے لئے سرتاپا وفادار ہو اور مسلم بن عقبہ کے بارے میں معاویہ، یزید کو کہہ چکا تھا، اُس کی عقیدت امویوں کے ساتھ گہری ہے (۲)

ثالثاً۔ یزید یہ چاہتا تھا کہ مہاجر وانصار کے مقابلے میں اُس کو بھیجے جو خون خوار ہو اور خون ریزی سے دریغ نہ کرے اور اپنے سپاہیوں کے حوصلے بڑھانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

مسلم بن عقبہ اگر چہ جسمی لحاظ سے ناتوان تھا کہ لشکر کی کمان سنبھال سکے اور بھر پور فوجی طاقت کا مظاہرہ کرے لیکن سن وسال اور بزرگی کی بنا پر فوج کے بے خبر جوانوں کو مدینہ جیسے مقدس ومتبرک مقام پر حملہ کرنے کے بارے میں غلط

۱۔ الفتوح ۱۸۰/۳

۲۔ الفتوح ۱۸۰/۳؛ کامل ابن اثیر ۱۱۲/۴؛ وفاءالوفاء ۱۳۰/۱

اطلاعات دے کر گمراہ کرنے کے لئے انتہائی مناسب شخص تھا۔

یزید نے اِن تمام امور کو پیش نظر رکھ کر، مسلم بن عقبہ کو لشکر کے سردار کے عنوان سے منتخب کیا اور حصین بن نمیر سکونی و حُبَیش بن دُلجہ قینی اور روح بن زنباع جزامی کو اُس لشکر کے ایک ایک حصّہ کا سردار قرار دیا(۱)

یزید نے باقائدہ فوج کے علاوہ بھی دوسرے لوگوں کو اس مہم میں شرکت کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے اہل حکومت کے عملے کو مامور کیا۔ حکومت کے کارندے اعلان عمومی کرنے لگے:

''اے لوگو! اہل حجاز سے جنگ کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ اور حکومت تمھیں انعام کے طور پر، جو بھی اس کیلئے آمادہ ہُوا، ایک سو دینار دے گی ، دیناروں کے لالچ میں بارہ ہزار کی تعداد میں لوگ شامل ہو گئے (۲)

بعض مورّخین نے دس ہزار کی تعداد لکھی ہے۔ شام کی سپاہ میں بیس سال سے لیکر پچاس سال کی عمر کے سپاہی تھے اور ہر طرح کے وسائل اِن کیلئے آمادہ کر دیئے گئے۔ اچھی خاصی تعداد میں اونٹوں پر ضرورت کے مطابق جملہ سامان اور جنگی آلات، حمل کر دیئے گئے (۳)

۱۔ اخبار الطّوال ۳۱۰؛ البدایۃ والنھایۃ ۲۳۴/۶؛ تاریخ ابن خلدون ۲۳۳/۲

۲۔ کامل ابن اثیر ۱۱۲/۴؛ النجوم الزاھرۃ ۲۶۱/۱؛ وفاء الوفاء ۱۲۸/۱

۳۔ الامامۃ والسیاسۃ ۲۰۹/۱؛ المختصر فی اخبار البشر ۱۹۲/۱

موؔرخین میں سے بعض نے لکھا ہے: یزید نے دستور دیا کہ حجاز جانے کیلئے لوگ تیار ہو جائیں تو بیس ہزار نفر سوار اور سات ہزار پیادہ آمادہ ہو گئے۔ اور یزید نے ہر ایک سوار کو دو سو دینار اور پیادہ کو سو دینار دیئے اور اُن کو حکم دیا کہ مسلم بن عقبہ کے ہمراہی کریں(۱)

یزید نے آدھے فرسخ تک (تقریبا دو کلومیٹر) مسلم بن عقبہ اور لشکر شام کو الوداع کرنے گیا (۲)

اِس لشکر میں شامی مسیحیوں کی بھی ایک تعداد دیکھی گئی جو اہل مدینہ کے ساتھ لڑنے کے لئے آمادہ ہوئے تھے (۳)

۱۔ اخبار الطّوال ۳۱۰/؛ تاریخ طبری ۳۷۱/۴؛ الفتوح ۱۸۰/۳

۲۔ مروج الذّھب ۹۵/۲؛ کامل ابن اثیر ۵۶/۴؛ تاریخ نامہ طبری ۲۷۹/۴

۳۔ تاریخ العرب ۲۴۸/۱

سردار لشکر کے نام یزید کا حکم نامہ

شام سے جب یہ لشکر چلا تو مسلم بن عقبہ بیمار تھا اور اُس میں اتنی بھی سکت نہ تھی کہ مرکب پر سوار ہو سکے لہذا اُسے ایک تخت پر لٹایا گیا اور اس کو اُٹھانے والے غلام تھے(۱) یزید نے لشکر شام کے سردار کو حکم دیا: اگر ایسا وقت آجائے کہ اُس میں توانائی لشکر نہ ہو تو حصین بن نمیر سکونی کو اپنا جانشین بنائے(۲) البتہ اہل مدینہ کے بارے میں اس طرح حکم دیا:

مردم مدینہ کو تین بار اپنی اطاعت کے لئے دعوت دینا، اگر قبول کرلیں تو کیا خوب لیکن اگر قبول نہ کریں تو جب تم اُن پر غلبہ حاصل کرلو ،تو تین دن اُن کا قتل عام کرنا، جو بھی اُس شہر میں ہو، (اموال، چارپائے اور اسلحہ ہو) لشکر کیلئے مباح ہوگا۔ اہل شام، جیسا چاہئیں سلوک کریں انھیں مت روکنا۔

۱۔ الامامة والسیاسة ۹/۲

۲۔ کامل ابن اثیر ۱۱۲/۴؛ کامل بہائی ۹۳/۲؛ اخبار مکہ المشرقة ۱۳۹/۱

تین دن بعد، قتل وغارت سے اپنے ہاتھ کھینچ لو اور لوگوں سے بیعت طلب کرو کہ یزید کے تابع اور فرمانبردار بنیں ! جب مدینہ سے فارغ ہو تو مکہ کی طرف چل پڑنا(۱)

ا۔اخبار الطّوال ۳۱۰؍؛ الفتوح ۱۸۰؍۳؛ کامل ابن اثیر ۱۱۲؍۴؛ کامل بہائی ۱۹۳؍۲؛ تتمۃ المختصر ۲۳۳؍۱؛ وفاء الوفاء ۱۲۸؍۱؛ اخبار مکہ المشرفۃ ۱۳۹؍۱؛ المختصر فی اخبار البشر ۱۹۲؍۱

لشکرِشام کا راستہ

تاریخ نگاروں نے یزیدی فوج کے سفر کی ہر منزل کا حال رقم کیا ہے اگرچہ ان میں معمولی سا فرق بھی ہے۔

مورخ اصطخری شام سے مدینہ تک بیس منزلیں جانتا ہے(۱) مگر منازل کے نام اُس نے تحریر نہیں کیئے لیکن ابن رُستہ نے بعض کا نام لکھا ہے اور اُن کو بارہ منزلیں جانتا ہے(۲)

ابن بطوطہ نے سترہ (۱۷) منزلیں شام سے مدینہ تک لکھی ہیں(۳) لیکن ابن بطوطہ نے اپنی کتاب ۷۷۹ ہجری میں جب کہ ابن رُستہ نے ۲۹۰ ہجری میں تالیف کی ہے. لہذا تقدم زمانی کے اعتبار سے ابن رُستہ کی نظر دُرست دکھائی دیتی ہے اگرچہ اُس نے تمام منازل کا نام یاد نہیں کیا۔

ابن خرداد نے بھی ابن رستہ کے راہ ومنازل کی تائید کی ہے(۴)

۱۔المسالک والمما لک /۲۷.　　۲۔اعلاق النفیسہ ۲۱۴

۳۔الرحلہ،ابن بطوطہ /۱۲۹۔۱۳۳.　　۴۔المسالک والمما لک /۱۰۵

ہم نے قدمت زمانی کی بنیاد پر دونوں کا تذکرہ کر دیا۔ اجمالی طور پر ہم شام سے مدینہ تک کی منازل تحریر کرتے ہیں :

١۔ کُسوہ (پہلی منزل کہ اِس کا فاصلہ دمشق سے ١٢ میل (١) ہے)

٢۔ جاسم (دمشق سے ٢٤ میل)

٣۔ فیق (یا افیق ٢٤ میل جاسم سے)

٤۔ صَنَمَین (١٢ میل فیق)

۵۔ زرعہ (١۵ یا ١٨ میل صنمین سے)

٦۔ بصری (چار منزلیں دمشق سے، یہ وہی مقام ہے جہاں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، منصب رسالت پر مبعوث ہونے سے پہلے ، شام کی جانب تجارت کا سامان لے جاتے ہوئے ایک راہب سے ملے تھے جس نے آپؐ میں نبوت کی علامات کا مشاہدہ کیا تھا) (٢)

٧۔ کَرَک

٨۔ معان

٩۔ حِسمی

١٠۔ ذات المنار (مدینہ کی طرف سے، شام کی سرحد کی ابتداء) ١١۔ لَجُون

١۔ ایک فرسخ کو تین میل کہا گیا ہے (مجمع البحرین ۵/٦ ٤٧

٢۔ تقویم البلدان ٢٧٧/

۱۲۔ سَرغ (تبوک کے قریب ایک بستی)

۱۳۔ ذات حج

۱۴۔ تیماء (تبوک کے شمال میں ایک دریا یا نہر کا نام)

۱۵۔ حَجر

۱۶۔ وادی القری

۱۷۔ عُلا

۱۸۔ جُنینہ

۱۹۔ جَناب

۲۰۔ رُحبہ

۲۱۔ ذی المَروہ

۲۲۔ مَرّ

۲۳۔ جُرف

۲۴۔ سُوَیدا

۲۵۔ ھُدیہ

۲۶۔ ذی خُشُب

یہ آبادیاں اور منازل، شام اور مدینہ کے راستے میں شناختہ شدہ ہیں اور ایسا

نہیں ہے کہ ایک مقام سے دوسری جگہ تک ایک منزل کا سفر ہو۔

جب لشکر شام وادی القری پہنچا تو مدینہ سے نکالے جانے والے بنی امیہ کے ٹولے سے ملاقات کی۔ مسلم بن عقبہ نے پہلے مدینہ کے لوگوں کے جذبات، تعداد اور سپاہ کی معلومات حاصل کیں اور کوشش کی کہ اِن اطلاعات سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے، مدینہ میں نفوذ پیدا کرے اور اُن پر غلبہ حاصل کرے۔

مسلم بن عقبہ نے مروان حکم سے مدینہ پر غلبہ حاصل کرنے کا طریقہ پوچھا؟ مروان نے جواب دیا: مدینہ کے لوگوں کی تعداد تو تمھارے لشکر سے زیادہ ہے۔ لیکن اُن کے پاس نہ تو کافی اسلحہ ہے اور نہ ہی ولولہ ومقصد۔ وہ تلواروں کے مقابل زیادہ عرصہ نہیں ٹھہر سکیں گے۔

مروان حکم نے مسلم بن عقبہ سے کہا: تمھارے لئے سب سے اہم مشکل یہ ہے کہ اُنھوں نے مدینہ کے چاروں طرف خندق کھودرکھی ہے جو تمھارے راستے میں رکاوٹ ہے اور طاقتور محافظوں کو وہاں تعینات کیا ہے جو آسانی سے خندق چھوڑنے والے نہیں ہیں اور میں اس کا توڑ جانتا ہوں مگر ابھی استعمال نہیں کرنا چاہتا جب تک مناسب وقت نہ آجائے (۱)

مسلم بن عقبہ نے مروان حکم کے بیان کو کافی نہ سمجھا اور کوشش کرتا رہا کہ

۱۔ الامامۃ والسیاسۃ ۱/۲۱۰؛ ریاض الاحزان ۱۷۷

بنی امیہ سے زیادہ سے زیادہ اطلاعات حاصل کر سکے۔ مگر انھوں نے اس سے زیادہ بتانے سے انکار کر دیا۔ اور بہانہ بنایا کہ ہم نے اہل مدینہ کے پاس قسمیں کھائی ہوئی ہیں۔ اِس سے زیادہ تمھیں اطلاع نہیں دیں گے لیکن مروان کے بیٹے عبد الملک نے اِیسی کوئی قسم نہیں کھائی لہذا اگر تم چاہو تو اس سے بیشتر اطلاع حاصل کر سکتے ہو (۱)

ابنی امیہ کو خوف تھا کہ لشکر یزید، مدینہ پر غلبہ حاصل نہیں کر سکے گا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ بیشتر اطلاعات دے کر آئندہ اپنے لئے مدینہ کا راستہ مسدود کر لیں اوران کا مال اور جائیداد خطرے میں پڑ جائے، ورنہ بنی امیہ اپنی قسموں اور قول و قرار کے پابند نہیں تھے۔

مسلم بن عقبہ نے ایک خصوصی نشست میں عبد الملک بن مروان کو جو نا تجربہ کار جوان تھا، اپنا مشیر قرار دیا۔ اوراس سے اہل مدینہ کے غم وغصّہ اور غضب کی وجہ، اُن کے اعتراضات اور کیونکران کا مقابلہ کیا جائے، مشورہ طلب کیا، عبد الملک نے اعلان آمادگی ظاہر کرتے ہوئے کہا:

میرا مشورہ ہے کہ ، مدینہ کے نزدیک کے نخلستانوں تک پیش قدمی کریں مگر مدینہ میں داخل ہونے کے لئے عجلت سے کام نہ لیں۔ لشکر کو نخلستان میں

۱۔ حبیب السیر ۱۲۸/۲؛ ریاض الاحزان ۱۷۸/

کھجوروں کے درختوں کے درمیان آرام کرنے اور ہمہ وقت آمادہ حرکت، رہنے کا حکم دیں۔ پھر ایک دن کے آرام کے بعد مدینہ کی جانب حرکت کا حکم دیں۔

شہر میں داخلے کے لئے مغرب کی سمت کا راستہ اختیار نہ کریں بلکہ مدینہ کو بائیں جانب قرار دیتے ہوئے پیش قدمی کریں. اس طرح لشکر، مدینہ کے مشرقی علاقے حرّہ کی جانب سے حملہ آور ہوکر، لڑائی جاری رکھیں، یہاں تک کہ سورج ڈھلنے لگے، ایسی صورت میں تمھاری سورج کی جانب پشت ہوگی، جب کہ مدینہ والوں کی آنکھوں کو شعاعوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہ دیکھنے کی مشکل میں گرفتار ہوں گے اور اس وقت تمھارا بھرپور حملہ ان پر شدید اور کاری ضرب ہوگا۔

مسلم بن عقبہ نے عبدالملک کے نظریات کو پسند کیا اور اُن کا استقبال کیا (۱)

۱۔ کامل ابن اثیر ۱۱۴/۴؛ ریاض الاحزان ۱۷۸/

لشکرشام کامدینہ کے نزدیک پڑاؤ

مسلم بن عقبہ نے اپنے لشکر کے ہمراہ، وادی القری سے مدینہ کی جانب کوچ کیا اور ایک جگہ، بنام ''جُرف'' جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھا(۱) پڑاؤ ڈالا(۲)

دوسری جانب مردم مدینہ کچھ دیر کے بعد، لشکر شام کی آمد سے آگاہ ہوئے اور مقابلہ اور دفاع کے لئے آمادہ ہوگئے اور اُس خندق کو جو مسلمانوں نے جنگ احزاب میں شہر مدینہ کے دفاع کے لئے کھودی تھی، زمانہ گذرنے کے بعد کہیں سے بھر چکی تھی اور بعض جگہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی دوبارہ اُس کو کھود کر ٹھیک کیا اور مدینہ کے بہت سے حصّوں کی دیواروں کو بلند کیا گیا(۳)

خندق کی مرمت وغیرہ میں پندرہ روز کا عرصہ لگا(۴) قریش نے محلّہ راتج (۵)

۱۔ معجم البلدان ۱۲۸/۲

۲۔ الامامۃ والسیاسۃ ۲۱۱/۱

۳۔ تاریخ یعقوبی ۲۵۰/۲؛ التنبیہ والاشراف ۲۶۳/؛ وفاءالوفاء ۱۲۹/۱

۴۔ حفر خندق اور تعمیر چھ دنوں کے عرصہ میں انجام دی گئی (طبقات ۶۷/۲)

۵۔ مدینہ میں یہودیوں کا ایک محلّہ (معجم البلدان ۱۲/۳)

سے مسجد احزاب کا فاصلہ اپنے ذمہ لیا، انصار نے مسجد احزاب سے محلّہ بنی سَلِمہ و موالی، کھودنا وتعمیر کرنا، راتج تا محلّہ بنی عبدالاشھل (۱) تک کی حفاظت کی ذمہ داری سنبھال لی۔

مدینہ کے مغربی حصّے میں خندق کو حفر کیا گیا تھا اور مسلم بن عقبہ نے مشوروں کے مطابق مغربی خندق والے حصار کو نظر انداز کر کے مدینہ کے مشرق کی جانب سے سنگلاخی علاقے ''حرّہ'' کی جانب سے حملہ کی تیاری کر لی (۲)

لشکر شام کا مدینہ کے نزدیک پڑاؤ ڈالنا، سبب بنا کہ مدینہ والے جنگ کی پوری تیاری کریں اور شہر کے دفاع کے لئے بیشتر تدابیر پر غور و فکر کریں اور کسی شخص کو اپنا سردار منتخب کریں۔

۱۔ بنی عبدالاشھل، اوس کی نسل سے ہیں، سعد بن معاذ اور دوسرے صحابہ کا تعلق اسی نسل سے ہے؛ سبائک الذھب ۱۷۳/؛ الاعلام ۴۲/۲

۲۔ تاریخ طبری ۳۷۴/۴

عبداللہ بن حنظلہ، لشکر مدینہ کا سردار

واقعہ حرّہ میں عبداللہ بن حنظلہ نے اہم ترین کردار ادا کیا۔ وہ یزید اور اموی حکومت کے خلاف لوگوں کو مبارزہ کے لئے آمادہ کرنے میں مؤثر ترین شخص تھا مدینہ کے دفاع کے لئے، سارے لشکر کی سرداری اُنہی کو سونپی گئی۔

جس طرح مکہ میں ابن زبیر نے تحریک کے لئے لوگوں کو جمع کیا تھا وہی کردار عبداللہ بن حنظلہ نے مدینہ میں اپنے ذمہ لیا۔

لشکر شام کے قریب آنے پر، عبداللہ بن حنظلہ نے مسلمانوں کو مسجد النبیؐ میں منبر رسول کے پاس بلا کر تقریر کی کہ جو اُن کا ساتھ دینے پر آمادہ ہے وہ پختہ ارادہ سے اُس کی بیعت کرے۔

اہل مدینہ نے عزم و حوصلہ کے ساتھ اُن کی بیعت کی اور بولے کہ آخری سانس تک اُن کے ساتھ ہیں۔

عبداللہ منبر پر گئے اور حمد خدا کے بعد اظہار کیا: اے لوگو! تم نے اپنے دین

کی خاطر قیام کیا ہے، پس کوشش کرو کہ اس امتحان میں کامیاب ہو جائیں اور خدا کی بخشش تمھیں حاصل ہو تا کہ بہشت تمھارا مقام ہو جائے!

تمام قوت وطاقت سے مقابلے کیلئے تیار ہو جاؤ! آگاہ ہو جاؤ کہ شامی لشکر، مدینہ کے نزدیک پڑاؤ ڈالے پڑا ہے اور کسی بھی وقت حملہ کر سکتے ہیں۔ مروان حکم اور بنی امیہ بھی اُن کے ساتھ ہیں! اللہ نے چاہا، تو اُنھیں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد شکنی کی سزا دیں گے!

لوگوں نے ہم صدا ہو کر مروان اور بنی امیہ پر نفرین کی اور بُرا بھلا کہا بلکہ مروان کو وزغ بن وزغ کے نام سے پکارا(۱)

عبداللہ نے مسلمانوں کو سکوت کی دعوت دیتے ہوئے کہا بدگوئی سے مشکل حل نہیں ہوگی، جنگ کے لئے تیار رہیں کیونکہ خدا کی قسم! کوئی قوم صداقت کے ساتھ آگے نہیں بڑھی مگر یہ کہ اللہ کی نصرت سے فتح یاب ہوگئی۔

اس کے بعد عبداللہ نے دُعا کیلئے اپنے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کئے اور دُعا مانگی ''پروردگارا! ہم تجھ پر اعتماد کرتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تجھ پر توکّل کرتے ہیں اور تجھ سے فتح یابی کے طالب ہیں'' (۲)

۱۔ درحقیقت اس تعبیر سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو حکم اور اُس کے فرزند مروان کے ناشائستہ کردار کی بنا پر فرمایا تھا ''وزغ پسر وزغ'' (سفینۃ البحار ۲/۶۴۵)

۲۔ طبقات ۵/۴۸؛ الامامۃ والسیاسۃ ۱/۲۰

مورّخین نے ابن حنظلہ کے مزید جملے نقل کئے ہیں کہ اُنھوں نے کہا :

''اے مردم مدینہ! ہم نے قیام نہیں کیا مگر اس بنا پر کہ یزید زنا کار، شراب خور اور بے نماز ہے، اُس کی حکومت کو تسلیم کرنا، سبب نزول عذاب الٰہی ہے. اگر میں تنہا رہ جاؤں اور کوئی میری مدد نہ کرے، تب بھی یزید کے خلاف قیام کروں گا'' (۱)

اِس دوران مسلم بن عقبہ نے مدینہ میں اپنے ہوادارا و وفادار پیدا کرنے کی غرض سے اُنھیں پیغام بھیجا: امیر المومنین (یزید) نے تمھیں سلام بھیجا ہے اور کہتا ہے: تم میرے اپنے لوگ ہو۔ خدا سے ڈرو! میری بات سُنو اور اطاعت کرو میں نے تمھارے بارے میں، خدا سے عہد و پیمان باندھا ہے کہ تمھیں دو مرتبہ نوازوں گا۔ ایک موسم گرما اور دوسرے موسم سرما میں، میں نے خدا سے عہد کیا ہے تمھارے لئے گندم کا وہی نرخ مقرر کروں گا جو میرے علاقے میں ہے، گندم کا بھاؤ اُن دنوں، ایک صاع (تین کلو) ایک درھم تھا، اور عمرو بن سعید اشدق نے تم سے جو مال لیا ہے وہ میرے اُوپر ہے اور تمھیں واپس کر دیا جائے گا (۲)

اِس پروپیگنڈے نے اہل مدینہ پر کوئی اَثر نہ کیا۔ حالانکہ اُن کے درمیان ایسے لوگ بھی موجود تھے جن کے دینی جذبات پر قبائلی اثرات اور مال و دولت کی طمع غالب تھی مگر اکثریت ان کی تھی جو پختہ ارادے اور مقاصد رکھنے والے تھے کہ

۱۔ طبقات ۴۷/۵

۲۔ الامامۃ والسیاسۃ ۹/۲؛ تاریخ طبری ۳۷۴/۴

جن کے حقیقی جذبات، بنی امیہ خاص طور سے، فاسق وفاجر حکمران یزید کے اقتدار کے خلاف تھے۔

اِس بنا پر "مسلم بن عقبہ" کو جواب دیا: ہم نے یزید کی بیعت کو اپنی گردن سے اُتار پھینکا ہے اس طرح جیسے جوتا پاؤں سے نکال دیا جاتا ہے (۱)

بہرحال مسلم بن عقبہ نے مدینہ کے مسلمانوں کو تین دن کی مہلت دی تا کہ وہ حتمی فیصلہ کرلیں (۲)

مسلم بن عقبہ اپنی بیماری کی وجہ سے پریشان تھا مگر اُس نے تین دن تک مدینہ پر حملہ کرنے میں توقف کیا اور جب اہل مدینہ نے مثبت جواب نہ دیا تو مصمّم ارادہ کیا کہ بزور شمشیر اُن پر ٹوٹ پڑے قہر وغلبہ سے اُن کو یزید کا مطیع بنائے۔

تاریخی شواہد سے آشکار ہوتا ہے کہ مسلم بن عقبہ اہل مدینہ سے جنگ میں لیت و لال سے کام لے رہا تھا اِس کی وجہ یہ نہ تھی کہ مدینہ میں قتل وغارت گری کرنے سے بچنا چاہتا تھا۔

بلکہ اُسے حکم ملا تھا کہ اہل مدینہ پر فتح حاصل کرنے کے بعد مکہ کی جانب رخ کرے اور ابن زبیر کی تحریک سے بھی نمٹ لے. مسلم بن عقبہ کو یہ خوف بھی لاحق تھا کہ اگر اہل مدینہ کے ساتھ جنگ نے طول کھینچا تو شامی لشکر، ابن زبیر سے

۱۔ الامامة والسیاسة ۹/۲؛ تاریخ طبری ۳۷۴/۴

۲۔ تاریخ طبری ۳۷۴/۴؛ کامل ابن اثیر ۱۱۴/۴

مقابلے کے قابل نہیں رہے گا۔۔۔ کیونکہ ابن زبیر سے مکہ میں لڑائی، کئی جہت سے دُشوارتر اور خطرناک تر ہوگی:

اولاً: مکہ حرم امن الٰہی ہے لشکر کشی وہاں خود اس کی اپنی فوج پر گراں ہوگی۔

ثانیاً: مدینہ اور مکہ کا فاصلہ اور درمیان میں جھلسا دینے والے خشک بیابان لشکر شام کے لئے ہمت شکن ہوں گے۔

بالآخر مسلم بن عقبہ نے اہل مدینہ کو آخری تنبیہ دیتے ہوئے کہا: اگر تم ضد اور نافرمانی کی تحریک ختم کردو، تو میں اپنی تمام توانائیاں، ابن زبیر جیسے فاسق و متمرّد کے خلاف استعمال کروں گا !

وہ اس بات سے غافل تھا کہ اہل مدینہ نہ صرف یہ کہ ابن زبیر کے مخالف نہیں بلکہ وہ ہرگز شامی لشکر کو بآسانی حرم الٰہی کے مقدس شہر پر حملہ آور نہیں ہونے دیں گے کہ وہ اُسے تاراج وخراب کردے(۱)

۱۔ تاریخ طبری ۳۷۴/۴؛ کامل ابن اثیر ۱۱۴/۴

لشکرِ شام کا اہل مدینہ پر حملہ

شہر مدینہ کے مدافع اور مبارز جانتے تھے کہ مدینہ کی غربی جانب زمین میدانی ہے اور دشمن آسانی سے عبور کرسکتا ہے، لہذا خندق کو دوباہ کھودایا تعمیر کرکے اس قابل بنایا کہ جو دشمن کے لئے مانع بنی ۔ اُنکے ذہن میں تھا کہ شامی لشکر حملے کے لئے ناہموار پہاڑی علاقہ عبور کرنے میں جو مدینہ کے مشرق میں واقع تھا، مشکلات محسوس کریں گے۔

مغربی جانب سے محفوظ ہو جانے کی، مدافعانِ مدینہ کی یہ پیش بینی درست تھی مگر تمام دشواریوں کے باوجود شامی لشکر نے مشرق کی جانب سے اہل مدینہ پر ہلہ بول دیا۔

شامی تیراندازوں کا دستہ سب سے آگے تھا۔ ابن حنظلہ نے اپنی سپاہ سے کہا:
ہم تیروں کے نشانے پر ہیں، جو چاہتا ہے بہشت کی جانب روانہ ہوتو اُسے چاہیے اِس پرچم کے گرد، جو پرچم اہل مدینہ ہے، جانبازی دکھائے!

''ابن حنظلہ کی اِس تقریر پر بہادروں نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر لشکر شام کا

ڈٹ کر مقابلہ کیا کہ اس سرزمین پر ایسی لڑائی نہیں دیکھی گئی تھی (۱)

عبداللہ بن حنظلہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: یہ صحیح ہے کہ تمھارے دشمن نے محاذ جنگ کھول دیا ہے لیکن میں گمان نہیں رکھتا کہ وہ ایک گھنٹے سے زیادہ مقابلہ کر سکیں۔ تم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور مہاجر ہو، مجھے گمان نہیں ہے کہ تم سے زیادہ خداوند کسی اور سے راضی ہو! سب انسانوں کیلئے آخرکار ایک دن موت آنا ہے، لیکن کوئی موت، شہادت سے برتر نہیں ہے، شہادت تمھارے سامنے ہے، اس کو غنیمت شمار کرو! (۲)

۱۔ تاریخ یعقوبی ۲/۲۵۰؛ کامل ابن اثیر ۴/۱۱۷

۲۔ کامل ابن اثیر ۴/۱۱۷

پہلے مراحل میں شامیوں کی شکست

عبداللہ بن حنظلہ کی تقریر کے بعد، لشکر مدینہ دوسرے حملے کے لئے آمادہ ہو گئے. ابن حنظلہ نے اپنے لشکر کو منظّم کیا اور فضل بن عباس کو پیش قدمی کرنے والوں کا پرچمدار مقرر کر دیا۔

لشکر قریش کا سردار عبداللہ بن مطیع عدوی کو(۱) مہاجروں کا سالار معقل بن سنان اشجعی کو بنایا اور انصار کی سرداری و ترتیب عبداللہ بن حنظلہ نے اپنے پاس رکھی لشکر عمومی کہ جس نے خندق کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا تھا اُن کا سردار عبدالرحمٰن بن زھیر کو بنایا (۲)

فضل بن عباس نے اپنے ساتھی سواروں کی ہمت افزائی کی اور خود سب سے آگے کمان کرتے ہوئے شامی لشکر پر شدید حملہ کیا اور مسلم بن عقبہ کے جتھے کے

۱۔ عبداللہ بن مطیع بن اسود بن حارثہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدّی بن کعب، پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں متولد ہُوا؛ جنگ حرّہ میں شرکت کی، مگر شکست کے بعد مدینہ سے مکّہ چلا گیا، اور ابن زبیر کے ساتھ مارا گیا۔ (طبقات ۱۰۶/۵؛ اسد الغابہ ۲۶۲/۳)

۲۔ تاریخ طبری ۳۷۴/۴؛ کامل ابن اثیر ۱۱۵/۴

پرچمدار تک پہنچ گئے اور اس پر ایسا شدید وار کیا کہ تلوار اُسکے خود کو کاٹتی ہوئی بدن کے ٹکڑے کر گئی۔

فضل نے یہ خیال کیا کہ مسلم بن عقبہ کا کام تمام ہوگیا ہے جبکہ حقیقت یہ تھی کہ پرچمدار ایک غلام شجاع رومی تھا (۱)

بہرحال لشکر شام، اِس دلیرانہ حملہ کی وجہ سے، جو اہل مدینہ نے کیا تھا، خوف زدہ ہوگیا اور پیش قدمی سے رک گیا، جب اُنکی سستی دیکھی تو مسلم بن عقبہ نے اُنھیں جنگ پر اُبھارا :

''خدا کی قسم ! تم میں سے جو بھاگے گا، امیر المومنین (یزید) اُسے بدترین طریقہ سے قتل کرے گا یا کم از کم جنگ سے فرار ہونے کا ننگ ہمیشہ اس کا پیچھا کرے گا۔ اگر تم میں جنگ کا حوصلہ نہیں اور پیش قدمی نہیں کر سکتے، تب بھی ایک دوسرے سے جُدا تو نہ ہونا، ساتھ ساتھ رہنا'' (۲)

شامیوں نے جس طرف سے بھی حملہ کیا، مدینہ کے مدافعوں نے اُن کو عقب نشینی پر مجبور کر دیا اور وہ پلٹ کر مسلم بن عقبہ کے پاس پہنچ جاتے! (۳)

ظہر تک جنگ جاری رہی، عبداللہ بن حنظلہ نے اپنے ایک غلام کو اپنی پشت پر حفاظت کے لئے مامور کیا اور کہا، تاکہ نماز پڑھ سکوں۔

۱۔ تاریخ طبری ۴/۳۷۶؛ کامل ابن اثیر ۴/۱۱۶؛ ریاض الاحزان /۱۷۸ ۲۔ نیز

۳۔ ابن اثیر ۴/۱۱۵

عبداللہ نے نماز(۱) ادا کی اور پھر لشکر شام سے جنگ جاری رکھی۔

۱۔ طبقات ۵/۴۸؛ الاصابہ ۲۸/۴۶؛ الاعلام ۴/۲۳۴

مدینہ میں داخلہ کیلئے مروان کی چال

اہل مدینہ ایک قلعہ کی مانند لشکر شام کے آگے جم گئے اور شامیوں کیلئے اس حصار میں رخنہ ڈالنا دشوار تھا (۱)

مسلم بن عقبہ پریشان تھا۔ اُس نے مروان سے کہا: تم وادی القریٰ کے بارے بڑی معلومات رکھنے کا دعوی کرتے اور تم نے کہا وقت پڑنے پر داخلے کی ترکیب بتاؤ گے کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تم اپنا نسخہ بتاؤ ؟

مروان بن حکم، مدینہ جا کر قبیلہ بنی حارثہ کے لوگوں سے ملا۔ مروان کی اس قبیلے کے ایک فرد سے پہلے سے دوستی تھی اُسے بلایا اور اُسے خفیہ انداز سے انعام و اکرام کا وعدہ دیا تا کہ مدینہ میں داخل ہونے کا راستہ مل سکے۔ وہ شخص مروان کے فریب میں آگیا(۲)

۱۔ تاریخ یعقوبی ۲/۲۵۰

۲۔ بنی حارثہ نے اہل مدینہ کے ساتھ خیانت کیوں کی، تاریخ میں اِس کی کوئی وضاحت نہیں ہے لیکن یزید کی ماں " میسون " اِس قبیلہ سے تھی، بعید نہیں ہے کہ یہی امر، لشکر یزید کی ہمکاری کا، سبب بنا ہو(عقد الفرید ۵/۱۲۴) البتہ اسی قبیلہ نے جنگ احزاب میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھی خیانت کی تھی. سورہ احزاب کی آیت ۱۴ بھی اِنہی کی مذمت میں نازل ہوئی ہے (سیرہ ابن ہشام ۲/۱۰۶) بحار الانوار ۲۰/۲۵۵؛ تفسیر فی ضلال القرآن ۶/۵۵۶؛ مجمع البیان ۴/۳۴۷

محلّہ بنی عبدالاشھل کی سمت سے مدینہ میں داخلہ کا ایک راستہ مروان کو بتا دیا اور پھر شام کا لشکر اسی راہ سے مدینہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگیا(۱)

شامی فوج کی اچھی خاصی تعداد مدینہ میں داخل ہونے کے بعد مدینہ کی حفاظت کرنے والی اگلی صفوں کے عقب پہنچ گئی ، ان کے اور پچھلی کمک رسان صفوں کے درمیان حائل ہوئی اور پھر حملہ کر کے مدینہ کے سپاہیوں کو خاصی تعداد میں موت کے گھاٹ اتار دیا(۲)

مدینہ کی پیش قدمی کرنے والی فوجی ٹکری نے اپنے عقب میں تکبیروں کی آواز سنی(۳)اور جب متوجہ ہوئے تو تو شامی لشکر کو حملہ آور پایا(۴)

بہت سے مسلمان میدان جنگ چھوڑ کر اپنے اہل وعیال کی حفاظت ودفاع کی خاطر مدینہ بھاگ آئے(۵)

لشکر شام کے مدینہ میں داخل ہوجانے کی اطلاعات پر مدینہ کی فوج سراسیمہ وپریشان ہوگئی، بعض مدینہ بھاگے اور بعض گروہ لشکر شام سے مقابلہ کرتے رہے

۱۔ الامامۃ والسیاسۃ ۲۱۱/۱؛ اخبار الطّوال ۳۱۰؛ وفاءالوفاء ۱۲۹/۱۔ محلّہ قبیلہ بنی حارثہ وبنی عبدالاشھل کے محل وقوع کے بارے میں مختلف آرا، ہیں، صحیح تر قول یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِن کا محلّہ مدینہ کے مشرقی حصہ میں واقع تھا یعنی وہ منطقہ کہ خندق کے فاصلہ کے درمیان ناحیہ شیخان ہے اور منطقہ احد وعُریض کا علاقہ واقع ہے؟ وفاءالوفاء ۱۹۱/۱؛ معجم البلدان ۳۱۹/۵

۲۔ وفاءالوفاء ۱۳۰/۱

۳۔ کامل ابن اثیر ۱۱۸/۴

۴۔ اخبار الطّوال ۳۱۱/

۵۔ وفاءالوفاء ۱۳۰/۱

اور ایک گروہ نے جنگ سے فرار ہو کر خندق میں پناہ لی مگر وہ بھی خاک وخون میں نہا گئے بلکہ میدان جنگ میں جان دینے والوں سے اُن کی تعداد زیادہ تھی جو خندق میں بھاگ کر مارے گئے (۱)

اِس مرحلہ پر مدینہ کا لشکر متفرق اور ناتوان ہو گیا اور زیادہ دیر تک مقابلہ نہ کر سکا۔ مسلم بن عقبہ نے مدینہ کے پرچمدار (فضل بن عباس) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، اپنے حامیوں کو ولولہ دیا، ایک ہو کر اُس پر ٹوٹ پڑو، شدید جنگ شروع ہوئی اور اس حملے میں فضل بن عباس قتل کر دیئے گئے۔

حالانکہ اُس کا اور مسلم بن عقبہ کے درمیان کا فاصلہ ۵ میٹر رہ گیا تھا (۲) اس یورش میں زید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بھی فضل بن عباس کے ہمراہ اپنی جان دے دی (۳)

۱۔ کامل ابن اثیر ۱۱۸/۴

۲۔ کامل ابن اثیر ۱۱۶/۴

۳۔ نیز

مدینہ کی فوج کی، لشکر شام کے مقابل پسپائی

جب مدینہ اور شام کی فوج میں مقابلہ شروع ہوا تو پہلے مدینہ کی سپاہ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا مگر جنگ نے جب طول پکڑا اور محاذ بھی زیادہ علاقے پر پھیل گیا تو مدینہ والے ہمت ہارنے لگے، اُن کے کافی ساتھی مارے جا چکے تھے، رہی سہی کسر مروان کی سازش اور ایک گروہ کی دغابازی نے پوری کر دی، مدینہ کے فوجی محاذ جنگ پر مصروف پیکار تھے جبکہ اُن کے گھروں سے عورتوں بچوں کی چیخ و پکار اور رونے کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں، ان تمام وجوہات کی بنا پر لشکرِ مدینہ میں افراتفری پھیل گئی، ویسے بھی حقیقی فوجیوں یا جنگجو افراد کی تعداد ایک ہزار سے بھی کم تھی(۱) محافظین مدینہ کے لشکر کا پرچم دار مارا گیا اور اُن کی تعداد میں بھی خاصی کمی آ گئی تو عبداللہ بن حنظلہ نے اُنھیں جوش و جذبہ دلانے کے لئے اپنے بدن سے زرہ اُتار دی اور ہاتھ میں تلوار لہراتے ہوئے، اپنے ساتھیوں کو مقابلے کے

۱۔ الامامۃ والسیاسۃ ۲۱۲/۱

لئے پکارا مگر شامیوں کی یلغار بہت شدید تھی، خود عبداللہ بن حنظلہ کے تین بیٹے اُس کے سامنے مارے گئے (۱)

جب مسلم بن عقبہ نے دیکھا لشکر کو سنگلاخ دشوار علاقے میں پیش قدمی کرنے میں مشکلات درپیش ہیں تو اُن کا حوصلہ بڑھانے کے لئے لشکر کو حکم دیا کہ سب سواریوں سے اُتر پڑیں اور پیدل چلیں اور کہا : پیادہ روی صرف پیدل فوج کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، اے حصین بن نمیرِ! اے عبداللہ بن عضاۃ اشعری! اپنے سپاہیوں کے ساتھ اپنی سواریوں سے اُتر جاؤ تو سب پیدل پیشقدمی کرنے لگے (۲)

شامیوں نے ہر طرف سے حملہ کر دیا اور اہل مدینہ کو بلا دریغ قتل کرنے لگے اور اس طرح جنگ کا پلڑا ان کی طرف جھکنے لگا. مدینہ کی مدافعت کرنے والے کم نظر آنے لگے!

عبداللہ بن حنظلہ تلوار چلا رہا تھا اور رجز پڑھ رہا تھا :

بعداً لِمن رام الفساد و طَغیٰ

وَجانب الحقَّ و آیاتِ الهدیٰ

لا یبعُدُ الرَّحمٰن َاِ لاَّمَن عَصیٰ

یعنی اس سے دُوری رکھو جو فساد و سرکشی کو چاہنے والے ہیں، حق اور ہدایت سے

۱۔ طبقات ۴۸/۵؛ تاریخ طبری ۳۷۶/۴

۲۔ کامل ابن اثیر ۱۱۶/۴

منہ موڑنے والے ہیں ، خداوند رحمٰن سوائے اہل عصیان کسی کو اپنی رحمت سے محروم نہیں رکھتا (۱)

جب میدان جنگ میں کوئی بہادر رجز پڑھتا تو وہ اپنی لڑائی کے مقصد اور دفاع کی علت بیان کرتا ہے۔ عبداللہ بن حنظلہ چاہتے تھے کہ ایک تو مدینہ والوں کے قدم میدان جنگ سے اکھڑنے نہ پائیں اور ساتھ ہی شامی بھی جان لیں کہ وہ دُرست راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

مسلم بن عقبہ نے، عبداللہ بن عضاۃ کو فرمان دیا کہ پانچ سو تیر اندازوں کے ساتھ عبداللہ بن حنظلہ اور اُس کے لشکر کے سامنے جاؤ اور اُن کے بالکل قریب ہو کر تیراندازی شروع کردو (۲)

آخر کار عبداللہ بن حنظلہ، لشکر شام کے ہاتھوں مارا گیا۔ اُس کی موت کے ساتھ، باقی لڑنے والوں کے قدم اُکھڑ گئے، سپاہ شام نے اُن کا تعاقب کیا، وہ مقابلہ نہ کر سکے اور اکثر حالتِ فرار میں قتل کردئے گئے (۳) جب سورج غروب ہو رہا تھا تو طمع کا سایۂ سیاہ اور انتقام کی آگ میں بھُنے ہوئے شامی، اہل مدینہ پر موت کے سایہ کی طرح منڈلا رہے تھے۔ نفرت ولوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا،

۱۔ کامل ابن اثیر ۴/۱۱۷

۲۔ تاریخ طبری ۴/۳۷۷

۳۔ ریاض الاحزان /۱۷۸

بے آسرا عورتیں اور بچے ان کے رحم وکرم پر تھے۔ مدینہ کے گھروں میں شامیوں کی لوٹ مار تھی !

مورّخین واقعہ حرّہ کی صحیح تاریخ کے بارے میں اظہار کرتے ہوئے، بعض اِس واقعہ دلخراش کو ۶۲ ہجری (۱) اور بعض ۶۳ ہجری بتاتے ہیں البتہ اکثر مورّخین ۶۳ ہجری کے قائل ہیں (۲) اور اِس کو ترجیح دیتے ہیں. اور یہ افسوس ناک دن بدھ بتاریخ ۲۷ یا ۲۸ ذی الحجہ کا ہے (۳) جو سنہ عیسوی کے مطابق ۲۶ اگست ۶۸۳ عیسوی بنتا ہے (۴)

تاریخ کی مختلف کتابوں سے، اس خیال کی تقویت ہوتی ہے کہ لشکر شام، مدینہ کے باہر مقام حرّہ پر، منگل کے دن ۲۴ ذی الحجہ ۶۳ ہجری پہنچا ہے، تین دن کی مہلت کے بعد لشکر شام نے مدینہ پر حرّہ کی جانب سے ۲۷ ذی الحجہ کو چڑھائی کا آغاز کیا اور اسی دن کے آخر تک، مدافعان شہر مدینہ نے راہ فرار حاصل کی اور لشکر شام نے شب ہوتے ہی شہر مدینہ کو تسخیر کرلیا۔

وہ روایات جو واقعہ حرّہ سے مربوط ہیں ایک طرف تاریخ، خلافت یزید میں یہ غم ناک واقعہ، واقعہ حرّہ دوسرے تمام واقعات سے زیادہ سنگین تر اور ناگوار تر ہے:

۱۔ تاریخ یعقوبی ۲/۲۵۱

۲۔ الامامۃ والسیاسۃ ۱/۲۱۶؛ اعلام الوریٰ /۴۵؛ کامل ابن اثیر ۴/۱۲۰، البدایۃ والنھایۃ ۶/۲۳۶؛ النجوم الزاھرہ ۱/۲۶۱

۳۔ کامل ابن اثیر ۴/۱۲۰؛ وفاء الوفاء ۱/۱۳۲

۴۔ تاریخ العرب ۱/۲۴۸

ابن قتیبہ دینوری لکھتے ہیں:

''لشکر شام کا مدینہ میں ورود ستائیس ذی الحجہ ۶۳ ہجری میں ہوا اور ہلال ماہ محرم تک یعنی تین دن تک مدینہ لشکر شام کے پنجوں میں رہا اور قتل و غارت کا بازار گرم رہا''(۱)

یزید بن معاویہ کے حکم کے مطابق مسلم بن عقبہ نے عمل کیا لشکر شام کا مدینہ پر تصرف کے بعد اُس نے کہا ''تمھیں کھلی چھٹی ہے جس طرح چاہو ؛ تین دن تک مدینہ کو لوٹتے رہو! ''(۲)

غرض کہ شہر مدینہ لشکر شام پر مباح ہو گیا ہر جانب قتل و غارت گری کا سماں تھا کوئی مرد و عورت اُن کے گزند سے محفوظ نہ رہ سکا۔لوگ مارے گئے اور اُن کے اموال کو لوٹ لیا گیا''(۳)

شام کی فوج نے مدینہ کی حرمت کو پائمال کیا.اصحاب رسولؐ میں سے کچھ لوگ جو بچ گئے اُن کو اور اُن کی اولاد کو خواہ انصار ہوں یا مہاجر قتل کر دیا! شام کے لشکر کا سب سے گھناؤنا جرم یہ تھا کہ اہل مدینہ کے ناموس کی آبرو کو خاک میں ملا دیا اور ان کی ہتکِ حرمت کے مرتکب ہوئے !

۱۔ الامامۃ والسیاسۃ ۲۲۰/۱و۲۱۲

۲۔ نیز ۱۰/۲

۳۔ الفتوح ۱۸۱/۳؛ البدءوالتاریخ ۱۴/۶؛ کامل ابن اثیر ۱۷/۴؛ الذریعۃ ۳۹۲/۶؛ شذرات الذّھب ۷۱/۱

اگر ہم وہ قول قبول کریں جس کے مطابق لشکر شام کی تعداد ستائیس ھزار مسلح فوجیوں پر مشتمل تھی(۱) جس میں بیس سے پچاس سال کی عمر رکھنے والے تھے، تو بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ اتنی بڑی تعداد میں جب شامی درندے مدینہ والوں پر ٹوٹ پڑے ہوں گے، تو بے چارے اہل مدینہ کس عذاب سے گذرے ہوں گے ! اور اگر ہم اِس تعداد کو مبالغہ آمیز جانیں تو کم سے کم تعداد مورّخین نے جو لکھی ہے وہ دس ہزار ہے، اسکے بعد بھی ہم تصور کر سکتے ہیں کہ اُنھوں نے کتنے شرمناک واقعات وحادثات کے ایجاد کے ساتھ اُن کا ارتکاب کیا ہوگا!

دس ہزار لڑاکو جوان جنہوں نے شام سے مدینہ تک کا دُشوار سفر طے کیا اور پھر دشمن پر غلبہ بھی کر لیا تو ایسی صورت میں جب اُن کے حاکم اور سردار خلیفہ نے کھلی اجازت دی ہو کہ جیسا چاہیں سلوک کریں تو اُنھوں نے ان بے حال و برباد گھرانوں پر کون سی آفت نہ ڈھائی ہوگی !

ایسے وحشی درندوں نے جو شرف انسانیت سے عاری تھے عورتوں، جوان لڑکیوں اور بچوں پر کس طرح مظالم کئے ہوں گے اُن واقعات کو تحریر کرتے ہوئے قلم کانپتا ہے البتہ پورے واقعہ کو مفروضات پر تصور کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ مورخین نے مکمل ماجرا صراحت کے ساتھ کتابوں میں ضبط کر دیا ہے۔

۱۔ اخبار الطّوال ۳۱۰؛ الفتوح ۱۸۰/۳ و۔۔۔

شامیوں کی یورش نے شہر ''مدینۃ النبیؐ'' میں، ہزاروں عورتوں کی بے حرمتی کی، واقعہ حرّہ کے کئی ماہ گذرنے کے بعد، ہزاروں بچے پیدا ہوئے جن کے والد کا علم ہی نہ تھا۔ اِس وجہ سے اُن کو ''اولادالحرّہ'' کا نام دیا گیا!

اِس غیر اخلاقی انسانی واقعہ کے شرمناک منفی اثرات نہ معلوم کتنے خاندانوں، خاص طور پر جوان لڑکیوں پر مرتب ہوئے جو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں. اُن کا تحریر کرنا بھی ممکن نہیں(۱)

مدینہ کی گلی کوچوں میں انسانی لاشے پڑے رہے مسجد نبوی تک کے فرش پر خون بہ رہا تھا(۲) شیر خوار بچے اُن ماؤں کی گود میں، جو جان سے ہاتھ دھو چکی تھیں تڑپ رہے تھے(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بوڑھے صحابہ بے عزت کئے گئے اور اُنھیں طرح طرح کی تکالیف اور اذیتیں پہنچائی گئیں(۴)

بہت سے اہالیان مدینہ نے مسجد نبوی اور مرقد رسولؐ پر یہ سمجھ کر پناہ لی کہ سپاہ شام اس مقدس مقام کی حرمت کی پاسداری کرے گی مگر بنی امیہ اور اُنکے پروردوں کا دین اور انسانیت سے کیا تعلق، وہ بھی اپنے امیر یزید کی مانند فتح کے نشے میں مست مسجد نبوی میں گھوڑوں سمیت گھس آئے !

۱۔ الامامۃ والسیاسۃ ۱۰/۲؛ الفتوح ۱۸۱/۳؛ البدء والتاریخ ۱۴/۶؛ وفیات الاعیان ۲۷۶/۶؛ تذکرۃ الخواص ۲۵۹/؛ تاریخ الخلفاء ۲۰۹/؛ الامام الصادق والمذھب الاربعہ ۳۳/۱

۲۔ کامل ابن اثیر ۱۱۳/۴؛ ریاض الاحزان ۱۷۹/

۳۔ الامامۃ والسیاسۃ ۲۱۵/۱؛ کشف الاستار ۳۹

۴۔ اخبار الطّوال ۳۱۴/

وہ اپنے عمل سے یزید کے قول کو ثابت کر رہے تھے ''بنی ہاشم نے حکومت کی خاطر ڈرامہ رچایا؟ نہ وحی نازل ہوئی اور نہ ہی آسمان سے کوئی خبر آئی ! ''

یہ تاریخ کے سینے کا ناسور ہے کہ مسجد نبوی میں پناہ لینے والے اَمن نہ پا سکے، مسجد النبی، مسلمانوں سے خالی ہوگئی(۵) اور یزید کے سواروں کے گھوڑے مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ دیئے گئے ! (۶)

مکہ کے ایک شاعر نے واقعہ حرّہ کے بارے میں مرثیہ کہا ہے:

رمانا یزید بابن عقبه

فلا سلَّمت حدثا من الحدثان

یقود الی اهل المدینة جحفلا

له لجب کالبحر فی الجریان

یقتل سکان المدینه عنوة

و قد اصبحوا صرعی بکل مکان

اصبحت الانصار تبکی سراتها

و ا شجع تبکی معقل بن سنان

یزید نے ہمیں مسلم بن عقبہ کے ذریعے نشانہ بنایا

۱۔ الصواعق المحرقہ ۲۲۲/

۲۔ مناقب ۱۴۳/۴

اس کے نتیجہ میں کوئی جوان سالم باقی نہ رہا !

لشکر، مدینہ کی جانب بھیجا، جو سمندر کی طرح لہروں والا تھا !

اہل مدینہ کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا !

رات گذری تو صبح اس حالت میں ہوئی کہ زمین پر لاشیں ہی لاشیں تھیں !

انصار، مدینہ کے خونی واقعات پر آہ وزاری کرتے رہے !

اور اشجع کا قبیلہ، معقل بن سنان پر روتا رہا ! (۱)

عبدالرحمن بن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل جو ایک بہترین شاعر تھا اُس نے کہا :

فاِن یقتلونا یوم حرّۃ واقم

فنحن علَی الاسلام اول من قُتل

و نحن قتلناکم ببدر اذلَّۃ

و ابنا باَسلا ب لنا منکم نفل

بہت شدت سے، روز حرّہ واقم، ہمیں قتل کیا گیا !

کوئی نئی بات نہیں، کیونکہ ہم اسلام کی خاطر جان دینے والوں کے سرخیل ہیں !

ہم نے تمھیں بدر میں خوار کیا،

۱۔ الفتوح ۱۸۳/۳؛ الاستیعاب ۲۵۸/۱؛ الاصابہ ۱۲۵/۳؛ جمھرۃ انساب العرب ۲۳۸/

کیونکہ اپنی نیاموں سے نکالی ہوئی شمشیروں سے، تمھیں بے بس کر دیا تھا اور ہم نے تمھارے دنوں کو سیاہ بنا دیا تھا(۱)

واقعہ حرّہ اور مدینۃ النبی پر تصرف، لوگوں کا قتل اور غارت گری تین دن کے بعد تمام ہُوئی اور لشکر یزید، مسلم بن عقبہ کی سربراہی و سرداری میں مکہ روانہ ہُوا تا کہ وہاں ایک اور دلخراش واقعہ، حرم اَمن الٰہی میں برپا کرے !

لیکن واقعہ حرّہ کے سوہان روح اثرات ایک مدت طولانی تک اہل مدینہ کی جان و روح اور زندگی میں باقی رہے !

مسلم بن عقبہ کے حکم سے ایسا قتل عام ہوا کہ اس کے بعد مسلمانوں نے اُس کا نام ''مُسرف بن عقبہ'' رکھ دیا. اہل مدینہ نے اس دلخراش واقعہ کے بعد سیاہ لباس پہننا شروع کر دیا اور ایک سال تک اُنکے گھروں سے آہ و زاری کی صدائیں بلند ہوتی رہیں (۲)

دین کی آبرو لوٹ لی گئی، مہاجر و انصار کی تحقیر کی گئی۔ بعد کی نسل میں دینی انحطاط پیدا ہوا۔ گانے بجانے اور رقص کی محفلیں سجانے لگے (۳)

یثرب بہ باد رفت بہ تعمیر خاک شام بطحا خراب شد بہ تمنّای ملک ری

شام کی تعمیر کی خاطر مدینہ کو برباد کر دیا۔ ملک رَی کی تمنّا میں مکہ معظّمہ کو خراب کر دیا!

۱۔ نسب قریش ۳۶۶؛ وفاء الوفاء ۱/۳۷

۲۔ الامامۃ والسیاسۃ ۱/۲۲۰

۳۔ نیز؛ تاریخ الادب العربی ۲/۳۴۷

اہل مدینہ کی تحریک اور امام سجاد علیہ السلام کا موقف

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت طاہرہ علیہم السلام اور علوی حضرات مدینہ میں مقدس ومحترم اور با اثر افراد تھے، لہذا پورے واقعہ حرّ ہ میں اس بات کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ اُنھوں نے کیا موقف اپنایا اسلئے کہ فریق مقابل بنی امیہ تھے۔

تاریخ اسلام کے ہر اُس تحقیق کرنے والے پر جس نے واقعہ حرہ کے بارے میں جاننے کی کوشش کی ہے، اس موضوع کی اہمیت آشکار وواضح ہے، بالخصوص اُن حضرات کے لئے جو دینی فہم اور شعور کے حامل ہوں اور اصل پس منظر جاننے کے لئے کوشاں ہوں۔

عترت واہل بیت علیہم السلام کے معتقد اور شیعوں کے لئے اس واقعہ میں امام سجاد علیہ السلام کا کردار جاننا اور سمجھنا محض تاریخی مسئلہ نہیں کیونکہ امام سجاد علیہ السلام نے جو بھی سیرت وکردار پیش کیا، وہ آئندہ کیلئے نمونہ عمل قرار پائے گا اور

ایسی صورت حال میں، اسی طرزِ عمل کی پیروی کی جائے گی. سیاسی اور فقہی اصول اسی سیرت کے مطابق مرتب کئے جائیں گے۔

واقعہ حرہ کے افسوسناک پہلو جواَب تک پیش کئے گئے ہیں وہ تاریخی اساس پر ہیں لیکن امام سجاد علیہ السلام کا واقعہ حرہ اور مدینہ کے لوگوں کی تحریک و قیام سے متعلق کردار و سیرت، اُن پر دو زاویوں سے نظر ڈالی جاسکتی ہے:

الف: صرف تاریخی نگاہ

ب: دینی واعتقادی نگاہ

الف۔امام سجاد علیہ السلام کا کردار تاریخی نقطہ نظر سے

جب ایک مورخ تاریخ قلمبند کررہا ہوتا ہے خواہ کسی شخصیت کے بارے میں یا واقعہ سے متعلق، اور اگر وہ تجزیہ و تحلیل کر کے اپنی رائے پیش نہ کرے تو وہ سیاق و سباق کے بغیر ایک روداد تحریر کردیتا ہے لیکن اگر وہ خود کوئی نتیجہ حاصل کرے تو وہ بھی شامل کرتا ہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ ہر واقعہ و روداد سے متعلق پس منظر و وجوہات کا بخوبی علم حاصل کرے۔

اب موجودہ واقعہ کے حولے سے تاریخ میں ہمیں امام سجاد علیہ السلام کا کوئی اہم فعال کردار نظر نہیں آتا سوائے اسکے کہ آپؑ نے مدینہ کی سکونت ترک کر کے کسی اور مقام پر قیام فرمایا اور بظاہر پورے واقعہ سے لاتعلق رہے۔

تاریخی حوالے سے یا روایات میں، امام سجاد علیہ السلام کا کوئی جملہ یا اشارہ نہیں ملتا جس میں امام اہل مدینہ کو قیام میں شرکت کے لئے تشویق کی ہو یا انھیں منع کیا ہو. لہذا اہم نتیجہ یہ اخذ کر سکتے ہیں کہ جو امام سجاد علیہ السلام نہیں چاہتے تھے یا صلاح نہ تھی کہ اس ماجرا میں دخالت دیں، مگر کیوں؟

کیا امام سجاد علیہ السلام نے، واقعہ کربلا میں بنی ہاشم اور اہل بیت علیہم السلام کے حقیقی چاہنے والوں کے قتل ہو جانے کے بعد حالات کے تحت یہی مصلحت سمجھی کہ اپنے آپ کو تمام معاملات سے علیحدہ رکھیں یا پھر یہ کہ اہل مدینہ کو اَمر و نہی کرنا عبث تھا ؟

دوسری بات یہ کہ کیا مدینہ والوں کی تحریک و شورش، صرف دینی تقاضے کے تحت تھی یا اُس میں سیاسی مسائل، قبائلی عصبیت اور طبقاتی درجہ بندی کو بھی دخل حاصل تھا اور امام علیہ السلام کی دانست میں ایسے پیچیدہ اور گمبھیر مسئلے میں اُن کی آواز زیادہ موثر نہیں ہوگی !

کیا امام سجاد علیہ السلام کے پیش نظر وہ مناظر نہ تھے جب مدینہ کے مہاجرین وانصار، قاریان قرآن اور راویان حدیث نے، اُن کے جد اعلیٰ امام علیؑ اور چچا امام حسنؑ اور خود اُن کے والد گرامی سید الشہداء امام حسین علیہم السلام کی مدد سے پہلو تہی کی یا پھر امامؑ اس پوری تحریک کا انجام دیکھ رہے تھے کہ بجز خسارت ، کچھ

حاصل ہونے والا نہیں ہے۔

کیا امام سجاد علیہ السلام، کربلا کے دلخراش واقعہ کے بعد سیاسی و اجتماعی محافل سے کنارہ کشی کر لی تھی اور گوشہ نشینی پسند فرماتے تھے یا پھر اپنے آپؑ کو اس موقف میں قرار نہیں دیتے تھے کہ بنی امیہ سے تصادم کی پالیسی اختیار کریں ؟

جب مورّخ چاہتا ہے کہ واقعہ حرہ سے متعلق وادی تحلیل و تحقیق میں اپنا قدم رکھے اور امام سجاد علیہ السلام کی دخالت یا عدم دخالت کے بارے میں وجوہات پر غور کر کے فیصلہ کرے تو اُس کے لئے ضروری ہے اِن سب سوالوں کے جواب دلیل و برہان کو ساتھ رکھتا ہو۔

ان تمام سوالات کا سادہ ترین اور جامع جواب یہ ہے کہ امامؑ اس پورے ماجرہ میں اپنے آپ کو غیر جانبدار اور لاتعلق رکھنا چاہتے تھے تا کہ اپنے آپؑ کو محفوظ کر سکیں۔

یہ نتیجہ وہی اخذ کرے گا جو امام سجاد علیہ السلام کی زندگی و سیرت سے واقفیت نہ رکھتا ہو کیونکہ یہی امام سجادؑ ہیں جنہوں نے شام کے بھرے دربار میں یزید پلید اور اُسکے درباریوں کی موجودگی میں ہاتھوں اور پاؤں میں زنجیروں کے باوجود دندان شکن خطبہ دیا تھا جب وہ آپؑ کے جداعلیٰ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کر رہے تھے، آپؑ نے صدا بلند کی:

''اَبِالْقتلِ تُهدّدنی اَماعلمت اَنّ القتل لناعادةً و کرامتناالشهادة''(۱)

اے یزید! کیا مجھے قتل کئے جانے سے ڈراتے ہو! کیا ابھی یقین نہیں آیا کہ راہ حق میں قتل ہونا، ہماری عادت اور شہادت پانا ہمارے لئے افتخار و کرامت ہے!

کیا آنحضرتؑ نے واقعہ کربلا کے دلخراش اور گہرے گھاؤ، قلب و جان پر ہونے کے باوجود بے باکانہ انداز سے اپنے عقیدے کا اظہار نہیں کیا؟

کیا ممکن ہے کہ جو اِس طرح کا شجاع، جرأت مند آزاد روح رکھتا ہو صرف چند ماہ کے بعد تمام سنگین و تلخ داستانوں کو بھلا کر، اپنے والد، عزیزوں اور انصار باوفا کے قاتلوں سے نرمی و ملائمت سے پیش آئے اور اُنکی شکست و ہزیمت کا مشتاق نہ ہو؟

کیا ایسے نہیں تھا کہ جب بھی آنحضرتؑ آب شیریں کو دیکھتے تو تشنگی و مظلومیت شہیدان کربلا کو یاد کر کے گریہ فرماتے اور بنی اُمیہ کا سنگدلانہ اور مجرمانہ سلوک آپؑ کے سامنے گھومنے لگتا؟!

کیا آپؑ نے اپنے خاندانی شعار کے مطابق اپنی دعاؤں اور مناجات سے توحید پرستوں میں روح نہیں پھونکی جب کہ یہی دعائیں بنی اُمیہ کے خلاف ایسا اسلحہ ثابت ہوئیں جس کا توڑ کرنے سے وہ عاجز تھے۔

۱۔ اعیان الشیعہ ۱/۶۳۳

آپؑ ہی کے دامن تربیت میں پل کر زید و یحییٰ جیسے جوانمرد ، ظلم و جور سے ٹکڑانے کے لئے میدان میں آئے۔

آپؑ کی نسل سے وہ امام اور پیشوا پیدا ہوئے کہ جنہوں نے جابر حکمرانوں سے ہرگز ساز باز نہیں کی اور ہر مناسب موقع پر اُنکے ظالم چہروں سے نقاب اُٹھاتے رہے اور شہادت کا جام پیتے رہے؟

اگر مورّخ و محقق تاریخ کے اِن تمام واقعات کو پیش نظر رکھے اور انصاف پسند رویہ اختیار کرے تو مکتب اہل بیتؑ سے نا آشنا مورخین کے بیانات ہرگز قبول نہیں کرے گا۔

لہذا اگر امام سجاد علیہ السلام نے ، قیام مدینہ کے دوران ہمراہی نہیں کی ، تو اِس کی وجہ یہ ہے کہ :

اولاً۔ مقاصد و نظریات کا اختلاف ، اہل مدینہ محض دینی اصول و بنیاد پر تحریک لے کر نہیں اٹھے تھے

ثانیاً۔ امام علیہ السلام کی دور بین نگاہ دیکھ رہی تھی کہ حالات و شرائط ایسے نہیں کہ بنی امیہ مغلوب ہو جائیں ، آپؑ شہر نبیؐ کی حرمت کو پائمال اور قتل و غارتگری کا بازار گرم ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ کیا آپکےؑ والد محترم امام حسین علیہ السلام نے رات کی تاریکی میں مدینہ سے سفر اختیار نہیں کیا تا کہ حرم رسول خدا میں خون

نہ بہایا جائے اور شہادت ایسے کھلے میدان میں ہو کہ ہوا کے دوش پر ، وہ پیغام اطراف واکناف عالم میں ہر نسل تک پہنچتا رہے۔

ثالثاً۔اگر آپؑ صحیح العقیدہ اور باعزم افراد کو تحریک میں حصّہ لینے سے منع کرتے تو لوگوں میں ناامیدی کے جذبات فروغ پاتے مگر اس کے باوجود آپؑ نے ایسے افراد کو، جو امامؑ کی بات سمجھنے اور اس پر عمل کرنے پر آمادہ تھے، بتادیا تھا کہ اس آشوب سے دُور رہیں۔

رابعاً۔ مدینہ والوں نے جنگ کے لئے جو طریقہ کار اختیار کیا اس سے ظاہر تھا کہ کامیابی حاصل ہونا ممکن نہیں۔

اگرچہ بظاہر جنگ احزاب کی روش کے مطابق مقابلہ کررہے تھے اور آغاز میں کچھ کامیابی بھی حاصل ہوئی مگر اب حالات اور زمانہ بدل چکا تھا لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے والا جذبہ ایمان نہیں تھا نہ ایک دوسرے سے ہم آہنگی رکھتے تھے اور نہ ہی ان کا سردار اور رہبر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا تھا اور نہ ہی دشمن عصر پیغمبرؐ کی طرح محدود تھے۔

اِس پر اضافہ یہ کہ زنان و بچوں کا حضور مدینہ میں ہیں، خود ایک تأثیر اہم اِس شکست میں یاد کیا جاسکتا ہے کیونکہ جنگجوؤں نے اِس ترس وخوف میں مورچوں کی صفوفِ مقدم کو ترک کردیا کہ یہ شامی لشکر والے کہیں اُنکے گھروں میں گھس نہ

جائیں ۔

اس بناپرامام سجاد علیہ السلام نے اپنے رشتہ داروں اورخواتین کوشہرمدینہ سے ''منطقہ ینبع''میں منتقل کردیا تھا ۔جوخوداس اَمرکی جانب اشارہ تھا کہ مدینہ کے حالات دگرگوں ہونے والے ہیں(۱)

نتیجہ یہ نکلا،جس راستے کوامام سجاد علیہ السلام نے اختیارکیا،تو حالات وواقعات نے ثابت کیا،وہی منطقی ترین راہ تھی اورعرصے بعد یہ حقیقت اہل مدینہ پر واضح ہوگئی۔

ب۔کردارامام سجاد علیہ السلام پراعتقادی نظر

اب تک جوکچھ بھی تحریرکیا گیاہے وہ تاریخی حوالوں اوربشری تقاضوں کے تحت تھا۔کوئی بھی محقق یادقیق مطالعہ کرنے والا یہ نتائج اخذکرسکتاہے۔جبکہ اس معاملہ میں ایک اہم پہلواوربھی موجودہے وہ یہ کہ امام سجاد علیہ السلام الٰہی منصب پرفائز،امام معصوم ہیں اورشیعہ عقیدہ کے مطابق امام،علم لدّنی کا حامل اورمعصوم ہوتاہے۔

واقعہ حرہ کے حوالے سے بھی امام محض ظاہری عوامل کودیکھ کریاشخصی تجربات کی بناپرفیصلہ کرنے والے نہیں بلکہ وہ مشیت الٰہی کے مطابق عمل کرنے والے ہیں

۱۔ معجم البلدان ۴۴۹/۵

ان کا روحانی ومعنوی رابطہ احکم الحاکمین سے ہوتا ہے اور عوام الناس پر لازم اور واجب ہے ، آپؑ کے اعمال وکردار کو معیارِ عمل قرار دے کر اُن کی اطاعت و فرمانبراری کریں اور کسی بھی معاملے میں امام معصوم پر سبقت اختیار نہ کریں.

اہل مدینہ نے جو راستہ اختیار کیا چونکہ وہ امامؑ کی اجازت کے بغیر تھا اور اُن کی مرضی کے خلاف تھا لہذا ایسے کسی بھی اقدام میں، جو الٰہی نمائندے سے انحراف کر کے انجام دے، سوائے خسارے کے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اہل مدینہ کا اقدام ایک قیام حق تھا اور اِس میں قتل ہونے والے شہداء میں شمار کئے جائیں گے یا انھوں نے فاسق مسلمان حکمران کے خلاف بغاوت کی تھی؟

قیام مدینہ، صحیح یا غلط

کسی بھی اجتماعی یا سیاسی عمل کا درست یا غلط ہونا، مختلف زاویوں سے تحقیق کے قابل ہے اور جب تک پورا منظر نامہ تمام جہات اور پس منظر کے ساتھ موجود نہ ہو، کسی بھی قسم کا فیصلہ مبنی پر انصاف نہ ہوگا۔

سب سے پہلے مشخص کریں کہ دُرست یا غلط، شرعی یا غیر شرعی ہونے سے کیا مراد ہے ؟

قیام مدینہ کی شرعی حیثیت کا تعین

کسی بھی تحریک یا قیام کے شرعی جواز درست ہونے کے لئے چند عوامل کا ہونا لازمی ہے. سب سے اہم یہ کہ مقصد وہدف کیا ہے پھر کونسا طریقہ کار اختیار کیا گیا ،موقع ومحل مناسب تھا یا نہیں وغیرہ۔

منابع ومأخذ تاریخی میں جو ہمیں معلوم ہوسکا ہے، اُن میں سے کچھ مطالب ہم گذشتہ صفحات پر ذکر کر چکے ہیں. جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیام مدینہ میں مقصد و ہدف دینی تھا اور لوگوں کی اصلاح کرنا مقصود تھا ، قیام کرنے والوں میں متشخص ترین رہبر اور سردار عبداللہ بن حنظلہ تھا جو مسلسل مردم مدینہ کو مقابلہ اور قیام کرنے پر حوصلہ دلاتا تھا، اُن کے کلام میں دینی اصولوں پر گفتگو ہوتی اور یزید کے فسق و فجور، فساد و نااہلی کی بنا پر مسلمان حکومت کے لئے شائستہ نہیں سمجھتے تھے (۱)

دوسرے یہ کہ اہل مدینہ نے ابن مینا کو اپنے شہر کے اموال کو بنی امیہ کے لئے لے جانے سے روکا تھا۔ یہ حکومت اموی کے ساتھ عوام کے ناراض ہونے کی وجہ

۱۔ طبقات ۵/۴۷

سے تھا اور اس کا مقصد ہر گز یہ نہ تھا کہ وہ اس بہانے سے اموی حکمران پر اقتصادی دباؤ ڈالنا چاہتے تھے وہ تو پہلے بھی یزید کو حاکم مدینہ کی شکایات ارسال کر چکے تھے جس کے جواب میں یزید نے وہاں کے والی یکے بعد دیگرے تبدیل کئے تھے.

۶۱ ھجری میں ولید بن عتبہ حاکم تھا اُس کے بعد عمرو بن سعید کو حاکم بنایا گیا اور کچھ ہی عرصے کے بعد عثمان بن محمد بن ابی سفیان، یزید کے چچازاد کو مدینہ کا حاکم منصوب کر دیا گیا۔

یہ تبدیلیاں، والیان مدینہ کی نااہلی ثابت کرتی ہیں اور اسی وجہ سے مدینہ میں لوگ ناخوش اور مضطرب تھے مگر اہل مدینہ نے کوئی غیر قانونی عمل انجام نہیں دیا تھا وہ اگر چاہتے تو حاکم مدینہ و مروان حکم اور دوسرے بنی امیہ کو یرغمال بنا سکتے تھے اور لشکر شام کے مدینہ پر حملہ کی صورت میں اِن سب کو قتل کر دیتے لیکن اُنھوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ ان کو اجازت دی کہ مدینہ سے باہر چلے جائیں لیکن ساتھ یہ شرط رکھی کہ لشکر شام کو مدینہ میں داخلے کے راستے نہ بتائیں، اُن کے ساتھ تعاون نہ کریں ۔

بعض تاریخوں میں کہا گیا ہے کہ مدینہ والوں نے بنی امیہ کے رشتہ داروں اور حامیوں کو مدینہ سے نکال دیا اور اُن پر تشدد بھی کیا تھا۔

لیکن یہ بیان اس لئے مغالطہ آمیز ہے کہ بنی امیہ نے قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم پر کھڑے ہو کر قسم کھائی تھی کہ وہ مدینہ سے متعلق، تقدس وحفاظت کا عہد کرتے ہیں. اس قسم کے عہد و پیمان کے لئے فریقین کے درمیان مسالمت آمیز فضا کا ہونا لازمی ہے۔

ثانیاً۔ اگر بفرض محال یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ مدینہ والوں نے اموی کار پردازوں کو مارا پیٹا، پھر بھی شامی سپاہیوں نے جس طرح مدینہ کے تقدس کو پائمال کیا، جب کہ وہاں اس طرح کے قتل وغارت کو جواز فراہم نہیں ہوتا۔

مدینہ کی تحریک اور قیام کی شرعی حیثیت طے کرنے کے لئے اس امر پر غور وفکر کرنا ہوگا کہ تحریک چلانے والوں نے کیا اس اہم پہلو کو پیش نظر رکھا کہ بازی پلٹنے کی صورت میں اُن کے جان و مال اور ناموس محفوظ رہیں گے یا نہیں ؟ یا پھر وہ آنکھ بند کر کے ہر چہ بادا باد، میدان جنگ میں کود پڑے۔

معلوم ہوتا ہے کہ امام سجاد علیہ السلام کو سب سے بڑا خطرہ یہی تھا، اور آپؑ کی نگاہ وبصیرت میں اس وقت جس انداز سے مدینہ والوں نے قیام کیا اور جو طریقہ وروش اُنھوں نے اپنائی وہی ہزیمت اُٹھانے کا باعث بنی. یہی وجہ ہے کہ بحیثیت ایک دینی ذمہ دار شخصیت کے، آپؑ نے لوگوں کو اس پیکار پر آمادہ نہیں کیا اور خود بھی کنارہ کشی اختیار کی۔

لیکن عبداللہ بن حنظلہ اور دیگر مؤثر افراد، قیام مدینہ کے بارے میں، حالات

وشرائط کو کیسا پا رہے تھے کیا فیصلہ کرنے میں اُن سے قصور سرزد ہوا یا نہیں۔ یہ ایسا نکتہ ہے کہ منابع تاریخی اور روایتی نے اِس پر بحث نہیں کی لہذا اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا، بہ جز حدیث کے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔

پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے ایک سفر میں مدینہ سے باہر نکل رہے تھے تو ''حرّہ زہرہ'' (۱) پہنچے، وہاں ذرا سا توقف کیا اور فرمایا:

''اِنّاللّٰہ واِنّاالیہ راجعون''

سفر کے آغاز ہی کے موقع پر آنحضرتؐ کا اس آیت کی تلاوت کرنا بہت سے ذہنوں کے لئے پریشان کن تھا اور سوالات ہونے لگے۔ حضرت عمر بن خطاب نے استفسار کیا: یارسولؐ اللہ! کیا سبب بنا کہ یہ جملہ فرمایا ہے؟ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ جملہ اناللہ... ہمارے سفر سے متعلق نہیں بلکہ ''یُقتَلُ فی ھذہ الحَرَّۃ خیارُ اُمَّتی بعدَ اصحابی'' (۲)

۱۔ حرّہ زہرہ مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلہ پر یہودیوں کا محلّہ تھا (وفاءالوفاء ۱/۱۶۴) اور احتمالاً وہی جگہ ہے جہاں سے لشکر شام مدینہ میں داخلہ کر سکا، جیسے کہ واقدی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے: کہ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منازلِ بنی عبدالاشھل وارد ہوئے، تو حرّہ کی جانب اشارہ کیا اور اُس حدیث کو ارشاد فرمایا تھا۔

۲۔ الامامۃ والسیاسۃ ۱/۲۲۰؛ وفاءالوفاء ۱/۱۲۴؛ اعلام الوریٰ ۴۵/؛ البدایۃ والنھایۃ ۶/۲۳۳؛ سفینۃ البحار ۱/۲۴۰

اِس پہاڑی علاقے میرے اصحاب کے بعد میں میری اُمت کے اچھے لوگ قتل کیئے جائیں گے۔(۱)

عبداللہ بن حنظلہ کی اہل مدینہ کو للکار یا قیام کے لئے آمادہ کرنے کے واسطے شعلہ بیانی اپنی جگہ مگر روایت جو بتا رہی ہے کہ قیام مدینہ کا ہراول دستہ اور اِس کے مجاہدین شائستہ مقصد اور اچھے جذبات رکھتے تھے اور اُن کا قیام واقدام ہوائے نفس وقدرت طلبی کیلیئے نہ تھا، اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو خوبی واچھائی والی امت نہ فرماتے۔

مدینہ کے مقتولین بافضیلت وشرف، خداوند کے نزدیک اُن کا ماجور ہونا، اِس بات سے نہیں ہے کہ امام سجاد علیہ السلام نے بحیثیت ایک معنوی وروحانی شخصیت ہونے کی بنا پر کیا موقف اختیار کیا. امام محتاط تھے، اس قیام میں خود شرکت نہ کریں اور اُن کو جو آپؑ کی ولایت کو مانتے تھے، سمجھایا کہ اُن کی تکلیف شرعی کیا ہے.

ہم ان تمام نکات سے صرف نظر کرتے ہوئے، کون ہے جو اِس قیام مردم مدینہ کو صحیح سمجھتا ہے یا غلط، کون اِن مقتولیں کو شہید مانے یا نہ مانے !

ایک اٹل حقیقت کا انکار ناممکن ہے اور وہ یہ کہ یزیدی لشکر کا سلوک مدینہ وہاں کے باسیوں سے، خلاف دین وانسانیت تھا اور اہل اسلام کے اموال اور ناموس

ا۔ تعبیر ''بُعدَ اصحابی''، ممکن ہے اِس سے اشارہ، قیام مدینہ والوں کا قتل ہونا مراتب معنوی رکھتا ہو اور ممکن یہ ہے کہ یہ اشارہ ہو کہ وہ میرے اصحاب کی ایک نسل ہو۔

پر تجاوز کے سلسلے میں کوئی جواز یا دلیل موجود نہیں ہے۔

مردم مدینہ نے اگرچہ ایک حکومت کے خلاف خروج کیا تھا مگر اس حکومت کی کوئی دینی اور شرعی حیثیت تو نہیں تھی۔ لوگوں نے تو ایک ایسے فرد کے خلاف قیام کیا ہے جو فسق و فجور میں شہرت رکھتا تھا ، اُسے یہ حکومت وراثت میں ملی تھی اور پھر زور و جبر کے ذریعہ اقتدار کو تخت و سلطنت کو لوگوں پر مسلط کیا ہوا تھا۔

عجب! بنی امیہ بھوکے اُونٹوں کی مانند بیت المال کو بے باکانہ طریقے سے لوٹ رہے تھے ایسے میں فطری بات تھی کہ حاکم کے خلاف اعتراض واحتجاج ہو، جسے یہ رنگ دیا گیا کہ یہ اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت ہے اور پھر رعیت کا جان و مال اور آبرو وسب کو پائمال کر دیا!

قیام مدینہ میں قبائل کی شرکت

تاریخ کی کتابوں میں مدینہ کے ساکن، اکثر قبائل کا تذکرہ موجود ہےاور کس قبیلے کے کتنے افراد مارے گئے؟ مدینہ کے کافی تعداد میں افراداور قبائل یزید کی حکومت سے کافی حدتک نالاں تھے۔

مورّخین نے اِن خاندانوں اور قبیلوں کے کافی افراد کے نام جوقتل کیۓ گیۓ تفصیل سے بیان کیۓ ہیں۔تاریخ اسلامی میں اس واقعہ کی خوداہمیت ہےاور یہ ایک ایسا کاری وعمیق زخم ہے جوفرمواش نہیں کیا جاسکتا ۔مورّخین نے کوشش کی ہے کہ باریک بینی سے واقعہ کی مکمل جزئیات تحریر کرکے تاریخ کا حق ادا کردیں. اورمطالعہ کرنے والا جان لے کہ شامی لشکر نے کس قدر تباہی مچادی ،مزید یہ کہ اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے بلکہ مستند اور واقعی ہے۔

بعض تاریخ نگاروں نے اُن خاندانوں کوجن کے افراد اِس میں بیشترقتل کیۓ گیۓ ہیں ذکرکیاہے کہ :

قریش و بنی ہاشم اور اِن کے حلیف، دس نفر

خاندان عبد مناف اور حلیف، گیارہ نفر

خاندان بنی قصی اور حلیف، انیس نفر

بنی زہرہ اور حلیف، اُنیس نفر

عدی بن کعب اور حلیف، تیرہ نفر

فرزندان عامر بن لوئیّ اُنیس نفر

بنی فہر، چوبیس نفر

عبداللہ بن حنظلہ اور اُن کے سات بیٹے

بنی معاویہ بن مالک، بارہ نفر

بنی نجّار، ترپن (۵۳) نفر

بنی خزرج، بیس نفر

بعض منابع تاریخی نے انصار مقتولین کی تعداد ۱۳۷، اور مجموعی طور پر انصار و قریش کے مقتولین کی تعداد ۳۶۰، بیان کی ہے. ذکر شدہ خاندانوں کی تعداد کے علاوہ دوسرے خاندانوں اور قبائل کی تعداد کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ اُن سب کو بیان کرنے کتاب طوالت کا شکار ہوگی۔ جو حضرات زیادہ تفصیل سے حالات جاننے کے خواہشمند ہوں، منابع تاریخی کی جانب رجوع کریں (۱)

۱۔ طبقات ۴۶/۵؛ نسب قریش ۸۸؛ مروج الذّہب ۳/۷۰؛ نھایۃ الارب ۶/۲۲۷؛ تاریخ ابن خلدون ۲/۳۷؛ الاعلام ۳۵۵/۵؛ تاریخ خلیفۃ بن خیاط ۲۹۳ سے ۳۱۴

تختہ دار پر لٹکائے جانے والے

مسلم بن عقبہ نے، مدینہ پر تسلط کے بعد بعض مؤثر ترین اور قیام مدینہ میں پیش پیش لوگوں کو طلب کیا اور ایک سرسری عدالت کے اجراء کے فیصلوں کے تحت، تختہ دار پر لٹکا دیا گیا!

اِن مقدمات کی کاروائی یہ تھی کہ مسلم بن عقبہ نے حاضر شدگان سے کہا کہ وہ یزید کے بندے اور غلام بن کر اُس کی بیعت کریں(۱)

اِس افسوس ناک واقعہ سے متعلق اہم شخصیتیں درج ذیل ہیں:

ابوبکر بن عبداللہ بن جعفر بن ابیطالب (۲) زینب دختر ام سلمہ کے دو فرزند (۳) ابوبکر بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب (۴) معقل بن سنان (رسول اللہ کے پرچم داروں میں سے ایک فتح مکہ کے موقع پر) (۵) فضل بن عباس بن ربیعۃ بن حارث بن عبدالمطلب (۶) ابوسعید خُدری (صحابی رسول اللہ کہ بارہ غزوات میں

۱۔الفتوح ۱۸۲/۳.   ۲۔نهایۃ الارب ۲۲۷/۶.

۳۔اعلام الوری ۴۵؛ الاستیعاب، مادہ معقل؛ نهایۃ الارب ۲۷۷/۶.   ۴۔المعارف ۱۸۷/.

۵۔الامامۃ والسیاسۃ ۲۱۴/۱؛ وفاءالوفاء ۱۳۳/۱.   ۶۔نهایۃ الارب ۲۲۷/۶

رسول اللہ کے ہمراہ رہے) (۱)عبداللہ بن مطیع(۲)(وہ مدینہ کے سرداروں سے تھا اس واقعہ کے بعد فرار ہو کر مکہ میں ابن زبیر سے ملحق ہو گیا اور حجاج بن یوسف نے تختہ دار پر لٹکا دیا)

اِن کے علاوہ اور بہت سے افراد کو اس بہانہ کی بنا پر قتل کر دیا کہ انھوں نے مدینہ والوں کا ساتھ دیا تھا، اِن کے نام کتابوں میں ہیں(۳)

۱۔ حلیۃ الاولیاء ۱/۳۶۹؛ صفۃ الصفوۃ ۱/۲۹۹؛ تاریخ دمشق ۶/۱۰۸

۲۔ نسب قریش ۳۸۴/

۳۔ طبقات ۵/۱۲۸؛ نسب قریش ۲۱۵/؛ اخبار الطّوال ۳۱۲؛ ریاض الاحزان ۱۷۹؛ الاعلام ۶/۷؛ کامل ابن اثیر ۴/۱۱۷

غیر جانب دار

اہل مدینہ میں ایسے لوگ بھی تھے کہ جو تحریک سے الگ تھلگ رہے اور اُس میں کوئی حصّہ نہ لیا، اِن افراد کی تعداد اگرچہ زیادہ نہ تھی لیکن ان کے خیالات و نظریات متفاوت تھے کیونکہ اِن کے درمیان امام سجاد علیہ السلام جیسے لوگ بھی موجود تھے جو اسلامی اصولوں اور دینی اساس پر اموی حکومت کو ظالم و غاصب سمجھتے تھے اور ظلم و جبر کی حکومت سے چھٹکارا کے خواہشمند تھے۔ انہی لوگوں میں عبداللہ بن عمر بھی تھے جس کی سوچ مورخین کے مطابق امام سجاد علیہ السلام کے بالکل برعکس تھی۔

عبداللہ بن عمر نے اہل مدینہ کا ساتھ نہیں دیا مگر وہ اس لئے نہیں کہ وہ قیام کو لاحاصل سمجھ رہے تھے یا اسکے بھیانک نتائج دیکھ رہے تھے بلکہ وہ یزید کی حکومت کے شرعی اور قانونی ہونے کے معتقد تھے!

اُس کا یہ موقف اس بیان سے واضح ہے جو اُس نے قیام مدینہ کے ایک سردار

عبداللہ بن مطیع کے روبرو دیا تھا :

''مَن خَلَعَ یَداً مِن طاعة لَقِی اللّٰه یوم القیامة لاحجّة له وَ مَن مات و لیس فی عُنُقه بَیعَة مات میتة الجاهلیة''(۱)

جو بھی حاکم وقت کی اطاعت نہ کرے تو قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اُس کے پاس کوئی دلیل اور حجت نہ ہوگی اور جس نے بیعت نہ کی اور اس حال میں مرجائے تو اُس کی موت، جاہلیت کی موت ہوگی۔

اگر یہ بیان واقعۃً عبداللہ بن عمر سے صادر ہوا ہے، تو حیرت وتعجب کی حد ہے کیونکہ جب مدینہ والے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے تھے تو موصوف نے بیعت نہ کی اور اُن سات لوگوں میں شامل ہے، جنہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کرنے سے انکار کیا !

اُس نے کہہ رکھا تھا کہ میں وہ آخری فرد ہوں گا جو علیؑ کی بیعت کرے گا (۲)

عبداللہ بن عمر کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ جب یزید کا انتقال ہوگیا اور عبدالملک بن مروان تخت خلافت پر بیٹھ گیا تو اُس نے حجاج بن یوسف کو، ابن زبیر اور اُس کے حامیوں کی سرکوبی کے لئے مدینہ بھیجا ،عبداللہ بن عمر رات ہونے کے باوجود حجاج کے پاس گئے اور کہا: میں خلیفہ کی بیعت کے لئے آیا ہوں!

۱۔سیر اعلام النبلاء ۳/۳۲۵

۲۔شرح نہج البلاغہ ۴/۱۱

حجاج بن یوسف نے سوال کیا؛ اتنی جلدی کیا ہے؟ عبداللہ بن عمر نے جواب دیا: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: جو بھی مر جائے اور پیشوا نہ رکھتا ہو، وہ جاہلیت کی موت مرا ہے اور مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں رات کو اس حالت میں مر نہ جاؤں!

حجاج بن یوسف نے بڑی بے اعتنائی سے اپنے پاؤں اُسکی طرف بڑھائے اور کہا: ہاتھ کی بجائے میرے پاؤں چوم لو!(۱)

۱۔ شرح نہج البلاغہ ۳/۲۴۲

عبداللہ بن عباس

عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے چچازاد بھائی جو ہجرت سے تین سال پہلے شعب ابوطالب میں پیدا ہوئے اور چھیاسی یا نواسی سال کی عمر میں طائف میں جبکہ وہ نابینا ہو چکے تھے، چل بسے اور وہیں دفن ہوئے (۱)

ابن عباس کے واقعہ حرّہ میں شریک نہ ہونے کے کئی دلائل ہو سکتے ہیں اول تو یہ کہ وہ آخری عمر میں نابینا ہونے کے علاوہ بیمار تھے (۲)

طائف ایک خوشگوار آب وہوا کا علاقہ ہے، استراحت وآرام کی خاطر وہاں چلے گئے تھے .ابن عباس نے شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد ایک ملامت آمیز خط یزید بن معاویہ کو بھیجا، اُس میں لکھا تھا :

''۔۔۔گمان نہ کر کہ امام حسین علیہ السلام اور بنی عبدالمطلب کے جوان جو کہ

۱۔ الاصابۃ ترجمہ ۴۷۷۲؛ تنقیح المقال ۱۹۱/۲؛ الاعلام ۲۲۸/۴

۲۔ سفینۃ البحار ۱۵۳/۲

چراغ ہدایت اور راہنمائی کیلیئے ستارے ہیں، وہ ذہنوں سے محو ہو جائیں گے ؟ تیرے لشکر نے اُنھیں خاک میں ضرور نہلا دیا اور وہ عریان زمین کربلا پر پڑے رہے جب کہ ہَوا خاک کے ذریعہ اُن کے پاک جسموں کو چھپا رہی تھی.

اور ایک حصّہ پر یہ لکھا :

حسین علیہ السلام اور اُن کے ناصروں کو قتل کر دیا اور حیرت انگیز بات ہے کہ میری ہمراہی چاہتے ہو! تو نے ہمارے جد کی نسل کو قتل کر دیا یہ ہمارا خون ہے جو تیری تلوار سے ٹپک رہا ہے(۱)

پس ثابت ہے عبداللہ بن عباس کی، قیام مردم مدینہ سے دُوری اِس وجہ سے نہ تھی کہ وہ امیر کے مخالف نہ تھے بلکہ اصل وجہ، اُن کی بیماری تھی۔

۱۔ تاریخ یعقوبی ۲/۲۵۰؛ تاریخ طبری ۴/۱۴۸

جابر بن عبداللہ انصاری

جابر بن عبداللہ بن عمرو بن خزروجی انصاری سلمی صحابی(۱) ۷۸ ہجری میں ۷۴ سال کی عمر میں مدینہ میں انتقال ہوا، جب کہ وہ کافی عرصہ پہلے نابینا ہو چکے تھے۔ اُن کے بارے میں بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ دُنیا سے جانے والے آخری صحابی تھے(۲)

ابن قتیبہ دینوری لکھتے ہیں:

جابر! واقعات حرّہ کے زمانے میں نابینا ہو چکے تھے، مدینہ کی بعض گلیوں سے گذرتے ہوئے کہتے: خداوند نابود کرے جو خدا ورسولؐ (کسی نے پوچھا کون اللہ اور رسول کو ڈراتا ہے) کو ڈراتا ہے؟

جابر نے جواب دیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے:

جو بھی اہل مدینہ کو ڈرائے گا، ایسے ہے جیسے اُس نے مجھے ڈرایا ہے۔ ایک

۱۔ الاصابۃ ۲۱۳/۱؛ المعارف ۳۰۷

۲۔ المعارف ۳۰۷/

مرد شامی نے اپنی تلوار سے جابر پر حملہ کر دیا تا کہ آپ کو قتل کرے لیکن مروان نے اُس آدمی کو دُور کیا اور حکم دیا ''جابر کو اُن کے گھر لے جا کر محصور کر دو ''(۱)

جن گھروں پر سپاہ شام ٹوٹ پڑی اور لوٹ مار کی تھی اُن میں سے ایک جابر کا گھر بھی تھا جن کا تمام سامان لوٹ لیا گیا(۲)

۱۔ الامامۃ والسیاسۃ ۱/۲۱۴

۲۔ سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۹۴

محمد بن حنفیہ

محمد بن علی بن ابیطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قُصّی المعروف ابن حنفیہ، اور والدہ کا نام خَولہ دختر جعفر بن قیس بن مسلمہ، قبیلہ حنفیہ سے ہیں اور اِسی سبب سے حنفیہ سے شہرت پائی (۱)

ابن سعد لکھتے ہیں:

محمد بن حنفیہ، امام حسین علیہ السلام کے مدینہ سے جانے کے بعد اسی شہر میں رہے یہاں تک جب سنا کہ لشکر یزید نزدیک پہنچ چکا ہے تو مدینہ سے نکل کر مکّہ چلے گئے اور ابن عباس کے پاس رہے (۲)

۱۔ طبقات ۶۶/۵

۲۔ نیز ۷۳/۵

واقعہ حرّہ کے نتائج

الف۔ مردم مدینہ سے یزید کی بیعت لینا

تین دن کے قتل وغارت، لوٹ مار کے بعد شامی سپاہ مکمل طور پر مدینہ پر قابض ہوگئی اور بچے کچے زندہ لوگوں سے ذلت وحقارت آمیز سلوک کے ساتھ یزید کی غلامی کا طوق اُن کی گردن میں ڈال دیا! (۱)

اِس کام کے لئے مسلم بن عقبہ نے ایک جگہ (۲) مقرر کی اور مدینہ کے باقی ماندہ لوگوں کو دستور دیا کہ اُس کے پاس حاضر ہو جائیں اور یزید کی بیعت کریں۔

مسلم بن عقبہ کا، یزید کیلئے مردم مدینہ سے بیعت لینے کا عمل کوئی حیرت ناک نہ تھا کیونکہ ہمیشہ دیکھا گیا ہے کہ جب دشمن پر غلبہ پالیا جاتا ہے تو کوشش یہی کی جاتی ہے کہ آئندہ کیلئے جنگ وبغاوت کی راہ کو بند کر دیا جائے۔ مگر تاریخ اسلام

۱۔ اخبار الطّوال ۳۱۱/

۲۔ بعض منابع تاریخ میں مسلم بن عقبہ کا مقام استقرار ''قصر بنی عامر'' لکھا ہے۔

میں اس بیعت سے متعلق جو طریقہ کار اختیار کیا گیا وہ انوکھا اور نرالا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں:

''مسلم بن عقبہ نے کہا: یزید! اہل مدینہ کے اہل وعیال اور اموال پر ہر طرح کے تصرف کا حق رکھتا ہے اور اُنکے خون پر جس طریقہ سے چاہے اور ارادہ کرے اُس پر مباح ہے'' (۱)

دینوری اِس بارے میں تحریر کرتے ہیں!

مسلم بن عقبہ نے مردم مدینہ کو دستور دیا کہ یزید کی بیعت کریں کہ اُس کے جنگی اسیر بن کر رہیں گے اور اُن کی اولا د واموال میں حاکم جس طرح چاہے یا ارادہ کرے، اُس پر مباح ہے (۲)

سمہودی نے بیعتِ یزید کی کاروائی یوں قلمبند کی ہے:

''مسلم بن عقبہ نے مدینے کے بزرگوں کو طلب کیا اور اُن کو حکم دیا کہ بیعتِ یزید کا اس طرح اقرار کریں کہ وہ یزید کے غلام ہیں'' (۳)

اہل مدینہ واقعہ حرّہ سے بے حال ہو چکے تھے، ان کے پاس کوئی چارہ کار نہ تھا لہذا ننگی تلواروں کے سایہ میں یزید بن معاویہ کی بیعت کی کہ

۱۔ الامامۃ والسیاسۃ ۲۱۴/۱؛ کامل ابن اثیر ۱۱۸/۴

۲۔ اخبار الطّوال ۳۱۱/

۳۔ وفاء الوفاء ۱۳۲/۱

اُس کے بندے ہیں(۱) جو بھی اِس بیعت سے انکار کرتا، فوراً قتل کر دیا جاتا(۲)

تاریخوں میں لکھا گیا ہے کہ اِس بیعت کی کاروائی سے جس کو استثناء تھا ،

''وہ حضرت علی بن الحسین امام سجاد علیہ السلام تھے'' (۳)

مسلم بن عقبہ نے جو گفتگو حضرت سجاد علیہ السلام سے کی ہے اُس کا انداز دوسروں سے بالکل جداگانہ تھا اُس نے کہا ''یزید نے مجھے حکم نہیں دیا کہ آپؑ سے دوسروں کی مانند یا جو بھی طریقہ ہو بیعت حاصل کروں'' (۴)

اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ واقعہ کربلا اور واقعہ حرّہ کے درمیان مختصر سی مدت ہے، امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کے ساتھیوں کی شہادت کی بنا پر یزید کی حکومت کیلئے سنگین مشکلات پیدا ہو چکی تھیں جیسے کہ قیام توّابین اور مکہ و مدینہ کی شورشیں اور امام سجاد علیہ السلام کی شام میں تاثیر آمیز تقریر، تو بدیہی تھا کہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان، مسلم بن عقبہ کو نصیحت کرتا کہ فرزند امام حسین، امام سجاؑد سے بیعت طلب نہ کرنا کیونکہ بنیادی طور پر عاشورا امام حسینؑ و آل علی علیہ السلام کی بیعت سے انکار کا نتیجہ تھا۔

۱۔ تاریخ یعقوبی ۲۵۰/۲؛ مروج الذہب ۶۹/۳؛ تاریخ ابن خلدون ۳۷/۳؛ وفاء الوفاء ۱۳۲/۱

۲۔ الامامۃ والسیاسۃ ۲۱۴/۱؛ مروج الذھب ۷۰/۳؛ کامل ابن اثیر ۱۱۸/۴؛ تاریخ ابن خلدون ۳۷/۲؛ وفاء الوفاء ۱۳۲/۱

۳۔ کامل ابن اثیر ۱۱۹/۴

۴۔ الامامۃ والسیاسۃ ۲۱۸/۱؛ اخبار الطّوال ۳۱۲/؛ تاریخ یعقوبی ۲۵۱/۲؛ الارشاد ۱۵۲/۲؛ کامل ابن اثیر ۱۱۹/۴

بعض تاریخی کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ امام سجاد علیہ السلام کی ملاقات سے پہلے، مسلم بن عقبہ، آپؑ کو اور آپؑ کے خاندان کو نامناسب الفاظ سے یاد کرتا تھا لیکن جب ملاقات کا وقت آیا تو آپؑ کے سامنے مؤدّب اور خاضع بن گیا اور احترام کے ساتھ پیش آیا، جب اُس کے اطرافیوں نے اِس کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگا کہ جب اُن کو دیکھا تو اُن کے وقار و عظمت نے مجھے متاثر کر دیا (۱)

دوسرے شخص جنہوں نے یزید کی بیعت نہ کی وہ علی بن عبداللہ بن عباس تھے البتہ اُس کو بھی مرحلہ اول میں مسلم بن عقبہ نے حکم دیا تھا کہ سب کی مانند یزید کی بیعت کرو کہ اُس کے غلام بن کر رہیں گے لیکن علی بن عبداللہ بن عباس کا کچھ تعلق حصین بن نمیر کے ساتھ اس کے قبیلے سے تھا، اور وہ شام کے لشکر کے سرداروں میں سے ایک تھا، اس لئے حصین بن نمیر نے اُن کی حمایت کی اور مسلم بن عقبہ سے کہا اُس کو اِس بیعت سے معاف رکھو۔ مسلم بن عقبہ نے سوچا کہ اگر اپنے حکم پر اصرار کرے گا اور حصین بن نمیر کی بات قبول نہ کی، تو امکان ہے کہ شام کے لشکر میں اختلاف و سستی اور بد دلی پیدا ہو (۲) اِسی بنا پر اپنے دستور سے صرف نظر کیا اور ظاہر کیا کہ علی بن عبداللہ بن عباس نے کہہ دیا: میں یزید کی بیعت کرتا ہوں اور اُس کی اطاعت کو لازم جانتا ہوں (۳)

۱۔ مروج الذہب ۳/۷۰؛ کشف الغمہ ۲/۸۹؛ مناقب ۴/۱۶۴؛ اعیان الشیعہ ۱/۶۳۰ و ۶۳۴.

۲۔ علی بن عبداللہ بن عباس کی والدہ زُرعہ، قبیلہ کندہ سے تھیں، اور اس قبیلہ کے بہت سے افراد، حصین بن نمیر کے فوجی دستہ میں تھے (کامل ابن اثیر ۴/۱۲۰)

۳۔ اخبار الطّوال /۳۱۲؛ معجم الشعراء /۱۳۳

ب۔ مسلم بن عقبہ کی یزید کو رپورٹ

مسلم بن عقبہ نے فتح کے بعد، اوائل محرم سال ۶۴ ہجری میں، یزید کو اپنی کار کردگی کی رپورٹ ارسال کی جس میں حرّہ اور مدینہ میں ہونے والی روداد تحریر کرتے ہوئے آئندہ کے لئے اس سے احکام مانگے۔

مسلم بن عقبہ نے یزید کو خط میں لکھا ''مسلم بن عقبہ کی جانب سے، حاکم اہل ایمان، یزید بن معاویہ کو، اے امیر المومنین تجھ پر اللہ کی رحمت اور برکات ہوں! تمھاری فتح یابی پر خداوند واحد کا شکر ادا کرتا ہوں، امابعد! خداوند نے امیر کی حفاظت و نگہداری، اپنے ذمہ لے رکھی ہے، امیر کا سایہ دراز ہو۔ امابعد! اب تک کی اپنی ذمہ داری کی رپورٹ پیش کرتا ہوں:

میں جب دمشق سے چلا تو مریض تھا جس کا تمھیں علم ہے۔ امویوں (جو مدینہ سے نکل چکے تھے) سے وادی القری میں ملاقات کی۔ مروان (اہل مدینہ سے قسم کھائی تھی کہ لشکر شام سے تعاون نہیں کرے گا) ہمارے ساتھ مدینہ پلٹ آیا اور مدد کی، اہل مدینہ نے خندقیں کھودی ہوئی تھیں اور شہر کے داخل ہونے والے راستوں کی حفاظت مسلح افراد کر رہے تھے۔ اپنے جانوروں کو شہر میں لے گئے اور سنا کہ ایک سال کا خوراک کا ذخیرہ کیا ہے (محاصرہ کی صورت میں کام آئے) اُن کو نصیحت کی، امیر کے وعدے سنائے لیکن اُنھوں نے کچھ قبول نہ کیا۔

پس میں نے اپنی سپاہ کی درجہ بندی کی اور ہر گروہ کو ایک سمت میں بھیج دیا حصین بن نمیر کو ذناب اور اس کے اطراف میں بھیجا، حبیش بن دلجہ کو سردار، موالی، بنی سلمہ اور عبداللہ بن مسعد کو علاقہ بقیع غرقد کی جانب بھیجا۔

خود لشکر کے افراد کے ہمراہ، بنی حارثہ کے سامنے پڑاؤ ڈالا، اُن کے ایک آدمی نے ایک راستے کی راہنمائی کی، جب ذرا سا آفتاب اُبھرا، تو بنی عبدالاشھل کے علاقے سے ہم مدینہ شہر میں داخل ہو گئے۔

اِس کی تفصیل یہ ہے کہ مروان کی بنی حارثہ کے ایک آدمی سے واقفیت تھی اس کو مخفی طور پر وعدہ دیا کہ امیرالمومنین (یزید) اُس کو انعام واکرام سے نوازے گا اور اُس کے تمام قرضوں کو ادا کر دیا جائے گا (اُس نے حرص میں آ کر مدینہ داخلہ کی نشاندہی کر دی جس کے ذریعے لشکر شام، مدینہ میں داخل ہو گیا) اب خط کو اُسی شخص کے ہاتھ امیر کے پاس بھیج رہا ہوں، اُمید رکھتا ہوں کہ خداوند، خلیفہ و اپنے بندہ (یزید) کو اُس طریقہ سے کہ جس کا سزاوار وہ شخص ہے ، اپنی بخشش سے اُس کو راضی کرے۔

خداوند نے امیر کی ہوشیاری کی وجہ سے دشمنوں پر فتح دی ہے اور یہ فتح جو دشمن پر حاصل ہوئی ایسی ہے کہ جو خلیفہ خدا اور مسلمانوں کے نزد ضائع نہ ہو، انشاءاللہ!

خداوند نے امیر کے سپاہیوں (لشکر) کو محفوظ رکھا اور ہمارا کوئی بڑا نقصان نہیں

ہوا وہ (اہل مدینہ) چار گھنٹے سے زیادہ مقابلہ نہ کر سکے ، وسیع قتل وغارت کے بعد ہم نے، نماز ظہر مسجد نبوی میں ادا کی۔

ہم نے اہل مدینہ کو تلوار کی زد پر رکھ لیا اور جو مقابل آیا اس کا کام تمام کیا۔ امیر کے حکم کے مطابق، تین دن تک قتل و غارت کرتے رہے، خداوند، امیر کے سایہ کو باقی اور طولانی رکھے۔

عثمان کے فرزندوں کے گھروں کو جائے امان قرار دے دیا، خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اہل نفاق ومخالفین کو جو سرکشی کر رہے تھے، قتل کر کے (اہل مدینہ) میرے دل کو شفا حاصل ہوئی۔

فی الوقت میں، سعد بن عاص کے گھر سے امیر کو خط لکھ رہا ہوں کہ سخت مریض ہوں، اِسی مرض کی وجہ سے مجھے دوبارہ نہیں دیکھ سکو گے اور میری آرزو صرف یہی تھی کہ اہل مدینہ سے انتقام لے سکوں! والسلام‘‘ (۱)

بعض نے لکھا ہے کہ خط کہ آخری حصّہ میں یزید کو یہ بھی لکھا:

”فَلا تَاسَ علی القوم الکافرین“

گروہِ کافرین پر غم وغصہ نہ کرنا (۲)

۱۔ الامامۃ والسیاسۃ ۱/۲۱۷؛ ریاض الاحزان ۱۷۹/

۲۔ جمھرۃ رسائل العرب فی عصور العربیۃ الزاھرۃ ۲/۵۷۶

ج۔ لشکر شام مکہ کی جانب

سال ۶۴ ہجری کے اوائل میں مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ میں شرمناک اور افسوسناک ذمہ داری کو انجام دینے کے بعد، پہلے سے طے شدہ، منصوبے کے مطابق، لشکر شام کو مکہ کی جانب روانہ کیا تا کہ عبداللہ بن زبیر سے نمٹا جا سکے جو مکہ میں تحریک چلا رہا تھا اور اُس کو اپنا مرکز بنا رکھا تھا۔

ابھی مدینہ سے تین میل دُور ہی لشکر شام گیا تھا کہ مسلم بن عقبہ بیماری کی وجہ سے ھلاک ہو گیا(۱)

مسلم بن عقبہ نے جب موت کو قریب دیکھا، حصین بن نمیر کو اپنے پاس بلایا، اُسے تاکید کی کہ مکہ کی جانب سفر میں کوتاہی نہ برتے اور ابن زبیر کے خلاف جنگ لڑنے کی تاکید کی، بعض مورّخوں نے اس طرح نقل ہے :

(حصین بن نمیر کو پاس بلایا اور کہا) ''یزید بن معاویہ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اگر اس سفر میں میرے لئے کوئی مشکل پیش آئے، تو حصین بن نمیر کو لشکرِ شام کا سردار بناؤں. اگر میرے اختیار میں ہوتا تو تجھے سردار نہ بناتا کیونکہ یمنی لوگ رحم دل ہیں! لیکن میں یزید کے فرمان سے انحراف نہیں کرسکتا'' (۲)

''اب تمھیں چند نصیحتیں کرتا ہوں، فراموش نہ کرنا، مکہ کی جانب جلدی کرو،

۱۔ اخبار الطّوال ۳۱۲/؛ الفتوح ۳/۳۱۴؛ کامل ابن اثیر ۴/۱۳۲؛ اخبار مکۃ المشرفۃ ۱/۱۳۹؛ المختصر فی اخبار البشر ۱/۱۹۲؛ تاریخ ابن خلدون ۲/۳۷

۲۔ اخبار الطّوال ۳۱۲/

جنگ ومقابلہ میں غفلت نہ برتنا اور دشمن کے بارے میں مکمل اطلاعات حاصل کرنا۔ہوشیار رہنا! قریش کو اپنے نزدیک نہ آنے دینا اور اُن سے تعاون نہ کرنا(۱)

مکہ وارد ہوتے ہی ابن زبیر سے جنگ شروع کر دینا، لشکرِ شام جو بھی دشمن کے ساتھ سلوک کرے اُن کو منع نہ کرنا،قریش کی باتوں کو بالکل نہ ماننا، ہوسکتا ہے تجھے فریب دے دیں'' (۲)

حصین بن نمیر کو یہ بھی نصیحت کی:

ہمارے سامنے جو مشن ہے، عمل میں جلدی، سخت گیری، مصمّم ارادہ اور غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے،اس لئے قتل وغارت کے معاملہ میں کسی کی بات پر کان دھرنے کی ضرورت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اِس حرم کو امن وامان والا قرار دیا ہے اور یہ تجھ میں سستی پیدا نہ کر دے، اِن باتوں پر کوئی توجہ نہیں دینا،خلیفہ(یزید) کی آبرو وحرمت ہر چیز سے زیادہ ہے، یہاں تک کہ خانہ کعبہ وحرم خدا اور دوسرے مسائل سے، مقدم تر ہے!(۳)

مسلم بن عقبہ کے کلام سے اس کے دین کے بارے میں کج فہمی بلکہ اسلام دشمنی،قبائلی تعصب اور جذبہ انتقام آشکار ہے،جس پر افسوس ہی کیا جاسکتا ہے!

۱۔ الامامۃ والسیاسۃ ۲۱۹/۱و۱۲/۲؛ کامل ابن اثیر ۱۲۳/۴ ۲۔ اخبار الطّوال ۳۱۲/
۳۔ نیز

مگر اموی حکومت کے دوران لوگوں کو اسی طرح سے گمراہ کیا گیا تھا ۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال، مسلمانوں کا اہل بیتؑ رسولؐ اللہ کے دامن سے تمسک ختم کر دینا اور اُن عالموں کا میدان میں آ جانا جو دُنیا طلب اور روح رسالت سے نا آشنا تھے۔ قبائلی تعصب، طاقت وقوت کے زور پر لوگوں کو اپنے زیر اثر کر لینا، لوٹ مار کا بازار گرم کرنا، غرض کہ دین کی تعلیمات کے خلاف عمل کر کے حاکم کے تخت سے وفا داری کو معیار قرار دینا وغیرہ انہی وجوہات کی بنا پر اسلامی اور انسانی اصول بے حرمت ہو گئے!

مسلم بن عقبہ تمام جرائم کا ارتکاب کرنے کے بعد مرتے وقت کہتا ہے" یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میں کبھی اطاعت خلیفہ سے خارج نہیں ہُوا. پروردگار! تیری وحدانیت اور رسالت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شہادت کے بعد، اہل مدینہ کے قتل عام سے بہتر کوئی عمل انجام نہیں دیا اور اسی کو روز قیامت، کامیابی کا وسیلہ جانتا ہوں" (۱)

یہ وہ شخص ہے جسے مورّخین نے معاویہ کا عقیدت مند (۲) عرب کے ستمگروں اور شیطانوں میں (۳) شمار کیا ہے. کثرت قتل وغارتِ مردم کہ وجہ سے اسے مسرف بن عقبہ (۴) نام سے یاد کیا جانے لگا

۱۔ الفتوح ۱۸۵/۳؛ کامل ابن اثیر ۱۲۳/۴؛ وفاءالوفاء ۱۳۶/۱

۲۔ الاصابۃ ۴۹۳/۳

۳۔ مروج الذّھب ۱۹۲/۲؛ تاریخ فخری ۱۱۶/؛ الاعلام ۱۱۸/۸

۴۔ مروج الذّھب ۶۹/۲؛ نسب قریش ۱۲۷/؛ تاریخ طبری ۱۴/۷؛ البدءوالتاریخ ۱۴/۶؛ الفصول الفخریہ ۶۴/؛ کامل ابن اثیر ۱۲۰/۴

اور وہ اپنی تمام خرابیوں کو دین اور مسلمانوں کی خدمت کے عنوان سے پیش کرتا ہے!

اُسے موت آئی تو مدینہ سے تین میل دُور اُسی جگہ دفن کر دیا گیا۔لیکن جن کے فرزند اور عزیز و اقرباء کو اس نے قتل کیا تھا اُنھوں نے اُس کی قبر کو کھود کر اُس کے بدن کو قبر سے باہر نکالا اور آگ لگا دی(۱)

د۔شہر مکہ المکرّمہ پر لشکر شام کی یلغار

۲۶ محرم الحرام ۶۴ ہجری کو، لشکر شام حصین بن نمیر کی سر براہی میں شہر مکہ المکرّمہ وارد ہوا۔ابن زبیر اور اُس کے طرفداروں کے ساتھ جنگ شروع ہوئی۔اور حرم امن الٰہی کی بے حرمتی کی گئی۔

ھ۔مرگ یزید بن معاویہ

اسی عظیم سانحہ کے بیس دن بعد یعنی ۷ اصفر ۶۴ ہجری، یزید بن معاویہ کو ۳۳ سال کی عمر میں موت نے دبوچ لیا، تین سے چار سال تک کرسی سلطنت پر نہ رہ

۱۔ نسب قریش ۲۲۲؛ الامامة والسیاسة ۱/۲۱۹؛ وفاء الوفاء ۱/۱۳۵

سکا(۱) اِس حالت میں دفن ہوا(۲) کہ دین اسلام کے شرمناک اورالمناک حادثات تاریخ میں اس کے ذمہ ہیں۔خود اُس نے اِس کا اظہار کیا کہ اُس نے کفر وشرک ونفاق کا بدلہ اسلام سے لے لیا!

اگر بنی ہاشم کے نام،شرافت وفضیلت ومعنویات اوررسالت ہے۔

تو فرزندان ابوسفیان،جنہیں فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کردہ غلام قرار دیا تھا تو بغاوت وسرکشی وتکبر ودولت پرستی اور دُنیا طلبی میں اُن کا نام درج ہے۔یہ وہی تھے کہ اہل اسلام کو اپنا غلام سمجھتے تھے!

واقعہ حرّہ کے بعد شامی لشکر کے سردار کی موت اور پھر اُس کے بعد یزید منحوس کے ستارے کا غروب ہونا،قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت بیان کر گیا:

''اگر کوئی بُری نیّت سے مدینہ کا قصد کرےاو وہاں کی تباہی کا خواہان ہو،خداوند بہت جلد اُس کو ہلاک کردے گا (۳)

۱۔یزید کی مدت خلافت کو مورّخین نے اختلاف کے ساتھ بیان کیا ہے: تین سال سات مہینے اور بائیس دن،تین سال چھ مہینے تین سال کچھ دن،چارسال اور چند دن،تین سال نوماہ اور بائیس دن،عقدالفرید ۱۲۴/۵؛ التنبیہ والاشراف ۲۶۳؛ تاریخ فخری ۱۱۳؛ الانباء فی التاریخ ۹/؛ کامل ابن اثیر ۱۲۵/۴؛ النجوم الزاھرۃ ۱۶۳/۱

۲۔مرگ یزید بن معاویہ کو شہر ''حمص'' کے محلّہ ''حُوّارین'' میں موت آئی اور اُس کے جسد کو مقبرہ باب الصغیر میں دفن کیا گیا،برسہا برس تک اس کی قبر کوڑا گھر بنی رہی (عقدالفرید ۱۴۰/۵؛ التنبیہ والاشراف ۲۶۳)

۳۔ وفاءالوفاء ۴۴/۱

منابع

آثارالباقیہ، بیرونی، بیروت، دارصادر، بی‌تا۔

الاتحاف بحب الاشراف، شبراوی، قم، منشورات رضی، ۱۳۶۳ش۔

اخبارالطّوال، دینوری، مترجم، بنگاہ نشر کتاب، ۱۳۶۰ش۔

اخبار مکۃ المشرفۃ، ازرقی، بی جا، ۱۲۷۵ھ۔

اختیار معرفۃ الرجال، شیخ طوسی، قم بعثت، ۱۴۰۴ھ۔

الارشاد، مفید، قم مکتبۃ البصیرتی، بی تا۔

الاستیعاب، ابن عبدالبرنمری، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ۱۳۲۸ھ۔

اسدالغابہ، ابن اثیر، بیروت، دارشعب، ۱۳۹۰ھ۔

الاصابۃ فی تمییز الصحابہ، ابن حجر عسقلانی، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ۱۳۲۸ھ۔

اعلام الوری، طبرسی، تھران اسلامیہ ۱۳۳۸ھ۔

الاعلام، زرکلی، بیروت، دارالملایین ۱۹۸۹م۔
الاعلاق النفیسۃ، ابن رستہ، بیروت، داراحیاءالتراث العربی، ۱۴۰۸ھ۔
اعیان الشیعہ ، محسن جبل عاملی، بیروت، دارالتعارف، ۱۴۰۳ھ۔
الاغانی، ابی الفرج، بیروت، داراحیاءالتراث العربی، ۱۳۸۳ھ۔
امالی، شیخ طوسی، قم۔موسستۃ البعثۃ، ۱۴۱۴ھ۔
الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ،مصر،مکتبہ الحلبی ،۱۳۸۸ھ
الامام الصادق والمذاھب الاربعۃ، اسدحیدر، بیروت، دارالکتب العربیۃ، ۱۳۹۰ھ۔
الانباء فی تاریخ الخلفاء،محمد عمرانی، اہتمام تقی بینش، مشھد، دانشگاہ فردوسی، ۱۳۶۳ش۔
بحارالانوار، مجلسی، محمد باقر، بیروت۔داراحیاءالتراث، ۱۴۰۳ھ۔
البدءوالتاریخ، مقدسی، افست بغداد، ۱۸۹۹م۔
متن۹۶
البدایۃ والنھایۃ، ابن کثیر، بیروت، دارالمعارف ۱۹۶۶م۔
التاج فی اخلاق الملوک، جاحظ، بیروت، ۱۹۷۰م۔
تاج العروس، زبیدی، مصر، خیریہ، ۱۳۰۶ھ۔

التاریخ ابن خلدون، بیروت، اعلمی، ۱۳۹۱ھ۔

تاریخ الادب العربی، شوقی ضیف، قاھرہ، دارالمعارف، ۱۹۷۵م۔

تاریخ الاسلام، ذھبی، بیروت، دارالکتب العربی، ۱۴۱۰ھ۔

تاریخ الامم والملوک، طبری، محمد، مصر، ۱۳۵۸ھ۔

تاریخ بغداد او مدینۃ السلام، احمد بن علی، قاھرہ ۱۳۴۹ھ۔

تاریخ الخلفا سیوطی، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۸ھ۔

تاریخ خلیفہ، ابن خیاط، بیروت، دارالفکر، ۱۴۱۴ھ۔

تاریخ دمشق، ابن عساکر، شام، دارالفکر، ۱۴۰۴ھ۔

تاریخ الدول الاسلامیہ، مصر دارالمعارف، ۱۳۸۹ھ۔

تاریخ العرب، فلیپ ہٹی، تھران، سینا، بی تا۔

تاریخ فخری، ابن طقطقی، تھران، بنگاہ نشر کتاب، ۱۳۶۰ش۔

تاریخ نامہ، بلعمی، تھران نشر نو، ۱۳۶۶ش۔

تاریخ یعقوبی، ابن واضح، بیروت، دارصادر، بی تا۔

تتمۃ المختصر، ابن وردی، نجف۔ حیدریہ، ۱۳۸۹ھ۔

تجارب الامم، ابن مسکویہ، تھران، سروش، ۱۳۶۶ھ۔

تذکرۃ الخواص، ابن جوزی، بیروت، موسسۃ اھل البیت، ۱۴۰۱ھ۔

تقویم البلدان، ابی الفداء، پاریس، سلطانیہ، ۱۸۴۰م۔
التنبیہ والاشراف، مسعودی، علی بن حسین، بیروت۔ دارصعب، بی تا۔
تنقیح المقال، مامقانی، نجف، حیدریہ، بی تا۔
تہذیب الاسماء واللغات، نووی، مصر، منبریہ، بی تا۔
تھذیب التھذیب، ابن حجر، احمد، بیروت، دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۵ھ۔
جامع الاصول، ابن اثیر، بیروت داراحیاء التراث العربی، ۱۴۰۴ھ۔
جمھرۃ انساب العرب، ابن حزم، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ۔
حبیب السیر، خواندمیر، ایران، خیام، ۱۳۶۲ش۔
متن ص ۹۷۔
حلیۃ الاولیاء، ابونعیم اصفھانی، بیروت، دارالکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔
حیاۃ الامام موسی بن جعفر علیہ السلام، باقر شریف قرشی، نجف، مطبعۃ الاداب، ۱۳۸۹ھ۔
خزانۃ الادب، بغدادی، قاھرہ، دارالکتاب العربی، ۱۳۸۹ھ۔
دائرۃ المعارف الاسلامیہ، بیروت، دارالمعرفۃ، بی تا۔
دائرۃ المعارف القرن العشرین، فرید وجدی، بیروت، دارالمعرفۃ، ۱۹۷۱م۔

الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ، تھرانی، آقابزرگ، بیروت، دارالاضواء، ۱۴۰۳ھ۔

الرحلۃ، ابن بطوطۃ، بیروت، دارالکتب، ۱۴۰۷ھ۔

ریاض الاحزان وحدائق الاشجان، قزوینی، محمد حسن، تھران، صدرالدین، ۱۳۰۵ھ۔

سبائک الذھب، سویدی، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۹۔

السیرۃ النبویۃ، ابن ھشام، بیروت، دارالاحیاء التراث، بی تا۔

سفینۃ البحار، قمی، شیخ عباس، تھران، سنائی، بی تا۔

سیر اعلام النبلاء، ذھبی، بیروت، الرسالۃ ۱۴۰۵ھ۔

شرح نھج البلاغہ، ابن ابی الحدید، قم، مکتبۃ المرعشی، ۱۴۰۴ھ۔

الشعر والشعراء، ابن قتیبہ، بیروت، عالم الکتاب، ۱۴۰۴ھ۔

صفۃ الصفوۃ، ابن جوزی، بیروت، دارالمعروفۃ، ۱۴۰۶ھ۔

الصواعق المحرقہ، ابن حجر، مصر، مکتبۃ القاھرہ، ۱۳۸۵ھ۔

طبقات الکبری، ابن سعد، بیروت، دارصادر، ۱۳۸۰ھ۔

عقدالفرید، ابن عبدربہ، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ۔

عیون الاخبار، ابن قتیبہ، بیروت، دارالکتب العربی، ۱۴۱۶ھ۔

الفتوح، ابن اعثم، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۶ھ۔
الفصول الفخریہ، ابن عنبہ، تھران، انتشارات علمی وفرھنگی، ۱۳۶۳ھ۔
فی ظلال القرآن، سید قطب، بیروت، دارالشروق، ۱۴۰۲ھ۔
القرآن الکریم، ترجمہ الٰہی قمشہ ای۔
کامل، مبرّد، قاھرہ، مطبعۃ العامرہ، ۱۲۸۶ھ۔
کامل بہائی، تھران، مرتضوی، بی تا۔
الکامل فی التاریخ، ابن اثیر، بیروت، دارصادر، ۱۳۷۶ھ۔
کشف الغمہ فی معرفۃ الائمۃ، اربلی، قم، نشرادب الحوزہ، ۱۳۶۴ھ۔
متن ص ۹۸۔
کشف الاستار عن وجہ الغائب عن الابصار، نوری، حسین، تھران، مکتبۃ نینوی الحدیثہ، ۱۴۰۰ھ۔
الکنی والالقاب، قمی، شیخ عباس، تھران، مکتبۃ صدر، ۱۳۷۹ھ۔
لسان العرب، ابن منظور، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ۱۴۱۲ھ۔
لغت نامہ دھخدا، تھران، سروش، ۱۳۳۷ش۔
الملھوف، ابن طاووس، نجف، حیدری، ۱۳۸۵ھ۔
مثیر الاحزان، ابن نما، قم، مطبعۃ امیر، ۱۴۰۶ھ۔

مجمع البحرین، طریحی، تھران، طراوت، ۱۳۶۲ش۔
مجمع البیان، طبرسی، فضل بن حسن، قم، مکتبۃ المرعشی، ۱۴۰۳ھ۔
المحاسن والمساوی، بیھقی، بیروت، ۱۴۰۴ھ۔
المختصر فی اخبار البشر، ابی الفداء بیروت، دارالمعرفۃ، بی تا۔
مختصر تاریخ العرب، اوربی، بی جا، ۱۴۰۶ھ۔
مرآۃ الجنان، یافعی، بیروت، اعلمی، ۱۳۳۷ھ۔
مراصد الاطلاع، یاقوت حموی، بیروت، دارالمعرفۃ، ۱۳۷۳ھ۔
مروج الذھب، مسعودی، قم، دارالھجرۃ، ۱۴۰۴ھ۔
المسالک والممالک، ابن خردادبہ، بیروت داراحیاء التراث العربی، ۱۴۰۸ھ۔
مصباح المنیر، قزوینی، بیروت، مکتبۃ اللبنان، ۱۹۸۷م۔
المعارف، ابن قتیبہ، مصر، دارالمعارف، ۱۳۸۸ھ۔
معاویہ وتاریخ، ابن عقیل حضرمی، تھران، مرتضوی، ۱۳۶۴ش۔
معجم البلدان، یاقوت حموی، بیروت، دارصادر، بی تا۔
معجم الشعراء، فؤاد بابتی، طرابلس، دارصادر، ۱۹۹۸م۔
مقتل الحسین، ابی مخنف، قم، منشورات رضی، ۱۳۶۷ھ۔

مقتل الحسین، خوارزمی، قم، مفید، بی تا۔
مقتل الحسین، مقرم، بیروت دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۹۹ھ۔
مقدمۂ ابن خلدون، مترجم، تھران، انتشارات علمی وفرھنگی، ۱۳۶۲ش۔
مناقب، ابن شہرآشوب، قم، علمیہ، بی تا۔
النجوم الزاھرۃ، تغری بردی، مصر، دار الثقافۃ، ۱۳۸۹ھ۔
متن ص۹۹۔
نسب قریش، زبیر بن بکار، بیروت، دار المعارف، ۱۹۵۳ھ۔
نھایۃ الارب، نویری، مصر، دار الثقافۃ، بی تا۔
النھایۃ فی غریب الحدیث، ابن اثیر، قم، اسماعیلیان، ۱۳۶۴ش۔
وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی، سمھودی، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۴ھ۔
وفیات الاعیان، ابن خلکان، قم، منشورات رضی، ۱۳۶۴ش۔

متن ص آخری جلد کتاب:

رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد، امت اسلامی مختلف سیاسی وفکری نظریات سے دوچار ہوئی، جس کے امت اسلامی پر بڑے شدید و دوررس جانی، مالی، تہذیبی اور علمی اثرات مرتب ہوئے